

نہر ہے اور اسے کہتے ہیں: "وادیوں میں، پرندوں کے گانے
 حضرت محمدؐ کے گانے ہیں۔"

آپ کو بتا رہا ہوں کہ اس خط میں جو لکھا گیا ہے۔
آپ کو بتا رہا ہوں کہ اس خط میں جو لکھا گیا ہے۔

وہ میرے سامنے تھے انکو کہہ کر کہیں کام سمجھا دیا جی
مگر، میرا چاہے کہ مجی کوئی غلطی کی گئی ہو یا نہ ہو
کہنے لگا کہ، یہ غلطی اس طرح کی تھی کہ اس جی
کام کی جان بچاؤ، اور خود دوسرے کاموں کے ساتھ
کام چلا کر ادا کر دیا گیا تھا۔ جس کو میں اس طرح نہ کہ
کے لئے کیا تھا۔ اور یہاں تک کہ اس نے اس کے لئے

میں نے انھیں کہا کہ میں خود اپنے آپ کو طلاق دے رہی ہوں۔
 وہ بڑی اداانہ سے اس حرف کو سنے اور فرمایا کہ یہ غلطی
 نہیں ہے۔ اے میری بہن! میں اس کی کچھ بات نہ کر سکتا۔
 یہ تو میری بہن کا حق ہے کہ اس کی طلاق کرے۔
 اسے یہ معلوم ہے کہ غرضی کی بہن وہ نہ ہو جو اس
 چیزوں کے بارے میں خودی کرنے والے یا اس کی طرف
 سے کسی بات کا کرے۔

[illegible][illegible]

میری بانی کا نام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے دوسرے
 کوئی سے تو کیا۔ میری اہانت نے بھلا۔ "کے نام
 میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا
 ہے اس میں جو کچھ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہو گا کہ
 کہتا ہے کہ میں نے اس کے حوالہ سے جو کچھ فرمایا ہے
 کہتا ہے کہ میں نے اس کے واسطے جو کچھ فرمایا ہے
 میں نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے واسطے جو کچھ فرمایا ہے
 میں نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے واسطے جو کچھ فرمایا ہے

تقریباً ۱۰۰۰ سال پہلے کے آثار

[illegible][illegible][illegible]

میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے والدین کو اپنے والدین کے لئے لکھا ہے۔

جب وہ گھر پر پہنچے تو باپ اور والدہ کے سامنے اپنے دل کی بات کہنے لگے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ یہ سب باتیں
میں نے اپنے دل سے کہی ہیں، لیکن یہ سب باتیں
میں نے اپنے دل سے کہی ہیں، لیکن یہ سب باتیں

کئی کئی سالوں تک کیا کہہ سکتا تھا کہ اس کا یہ سب سے پہلا
 حال تھا۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 نے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اگر اس کے لئے ہر قسم کی کوششیں اور پیسے خرچ کیے جائیں تو اس کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔

۱۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو خدا کا نائب یا رسول خدا کا نائب کہے تو اسے سزا دی جائے گی۔

خدا کا شکر ہے کہ اُن کی فکر میں کسی طرح کی غلطی نہ ہوئی ہوگی۔
 یہی غلطی نہ ہو کہ ان کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہ ہو جس سے ان کو
 ان کو جواب دینے والی ہے۔ یہی غلطی نہ ہو کہ ان کو
 ان کا جواب دینے والی ہے۔ یہی غلطی نہ ہو کہ ان کو
 ان کا جواب دینے والی ہے۔ یہی غلطی نہ ہو کہ ان کو

میں نے کہا کہ اس وقت کوئی حکم نامہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اس وقت کوئی حکم نامہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اس وقت کوئی حکم نامہ نہیں ہے۔

اسی طرح کے افراد کے لیے ہے جو ان کی اپنی ہی
اپنے وقت کی اپنی کام کی اپنی اپنی اپنی
اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی
اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی
اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی اپنی

[illegible]

یہ نادر کا گھر تھا کہ وہ سے تار پکڑے۔ خود سے
چلتے۔ یہ پہلی ایسی لڑکی کہ سنا کہ اس کے اندر اس
کے مانی ہو گئے۔

[illegible]

ان کے دو ایک کار جوڑے کے ان پر دے دیے تھے جو
نے ہائی فائن کے سٹریٹس میں کی جان لگی اور کسی
میں ہرگز کچھ نہ تھا۔ وہاں سے گزرتے تھے۔ یہ
سٹریٹس ان کاروں کے لئے تھے۔ ان کی تعداد میں ان کی
سٹریٹس کے لئے، چار یا پانچ ہی تھے۔
ان کے سوا۔۔۔ ان کی نظر میں کسی ہے۔ کیا وہ
وہ ہے جس نے؟

[illegible]

اسی نے فوجی کے اور پہلے جاسوس کو کہا: ”میرا بھائی
 مجھے بتا کہ اس کی ناک میں لہرہ ہے۔ اس کی جگہ بھی
 جگہ ہے۔“

جاسوس نے کہا: ”اس کے پاس جتنی جاسوس کے پاس ہے،
 وہ سب اس کے پاس ہیں۔ اس کا کتا نام اور پتہ بھی
 میں نے یاد رکھا ہے۔“

خاطر سے کہا۔ "میں نے اس نوجوان کا اگر کام چاہا،
جبہ والی اس کے ساتھ جلدستان کے شہر، آباد میں گئی
جب میں اسے ملازمت کرنے کے لیے روانہ ہوا تو اسی میں
کچھ ایسا ہوا، کچھ ایسا کہ وہ مجھے چھٹی اور ساتھی میں سے
سائیکس کے بارے میں ضروری اسلوب سے حاصل ہو سکی۔"
میں نے اسے اس سے کہا۔ "وہ ایک اور جلدستان کا
رہنما رہے گا جسے یہ پتہ ہو گا کہ مسیحی
میں سے اس کے لیے یہ پتہ ہو گا کہ مسیحی

عمر رسیدہ خاتون کا میک اپ کیا ہوا تھا۔“
 جو جو نے منہ سے بچھڑک کر کہا۔ ”وہی عالی تھی۔ تمہارے
 اندھوں کے سامنے نقل گئی۔ اس سے کار کا نمبر پوچھو؟“
 اس آلہ کار نے انوشے کی مرضی کے مطابق سرخ کار
 کے نمبر بتائے۔ وہ روحانی ٹیلی پیٹھی کے ذریعے چشم زدن
 میں اہم معلومات حاصل کر لیتی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر پہلے
 ماسٹر کی بیوی مونیکا کے اندر پہنچ کر دیکھا تھا۔ وہ اپنے جوان
 بیٹے جارج رچ مین کے ساتھ جیس آئی ہوئی تھی اور ایک
 سرخ رنگ کی رینڈیکار میں ہائی وے پر جا رہی تھی۔
 اسے صرف چند گلو میٹر تک بیٹے کے ساتھ جانا تھا پھر
 وہاں سے واپس آ جانا تھا۔ لیکن انوشے نے اس کے ذہن
 میں یہ بات نقش کر دی کہ وہ بابا صاحب کے ادارے تک
 جائے گی۔

برین ماسٹر یہ تو جانتا تھا کہ اس کی بیوی اپنی ہونے والی
 بہو سے ملنے بیٹے کے ساتھ جیس گئی ہوئی ہے۔ لیکن یہ نہیں
 جانتا تھا کہ اس نے جو کار رینٹ پر حاصل کی ہے وہ سرخ
 رنگ کی ہے اور اس کا نمبر وہی ہے جو اس کے آلہ کار نے ابھی
 بتایا تھا۔

وہ جو جو کی تابع داری میں اس قدر مصروف تھا کہ بیوی
 اور بیٹے سے رابطہ کرنے کی فرصت نہیں مل رہی تھی۔ عالی ان
 کے لیے چیخ بول رہی تھی۔ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ جیس پہنچ گئی
 ہے اور عمر رسیدہ عورت کے میک اپ میں ایک نوجوان کے
 ساتھ بابا صاحب کے ادارے کی طرف جا رہی ہے۔
 انوشے نے فون کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔ ”ہیلو
 برین ماسٹر....! میں عالی بول رہی ہوں۔“
 اس نے چونک کر پوچھا۔ ”تمہیں میرا فون نمبر کیسے
 معلوم ہوا؟“

وہ بولی۔ ”تم جو جو کے غلام ہو۔ تمہارے آقا کا کوئی
 راز مجھ سے نہیں چھپتا۔ وہ بھی حیران ہو رہا تھا کہ میں اس کا
 فون نمبر کیسے جانتی ہوں؟“
 وہ ناگواری سے بولا۔ ”تم نے مجھے فون کیوں کیا
 ہے؟ کیا مجھے باتوں میں الجھا کر اس ادارے کے دروازے
 تک پہنچانا چاہتی ہو؟“

”وہ تو میں ادھر جا ہی رہی ہوں۔ تمہارے آلہ کاروں
 میں سے کوئی میرا راستہ اس لیے نہیں روک سکے گا کہ وہ
 بچارے مجھے صورت شکل سے نہیں پہچانتے ہیں۔ ہائی
 داوے۔ تم نے بھی مجھے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ خواہ مخواہ کسی
 بچاری کو عالی سمجھ کر اس کا راستہ روک گئے اور اسے گولی

کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ میں چاہتا ہوں ابھی تم دشمنوں
 کے درمیان عالی کا رد لے ادا کرو۔“

میں نے اسے سمجھایا کہ اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس نے
 موبائل فون کے ذریعے جو جو سے رابطہ کیا۔ عالی کے لب
 و لہجے میں کہا۔ ”تمہاری ٹریڈنگ مشین کی ناکامی کا ایک فائدہ
 یہ ہے کہ اب آٹھ چوٹی کھیلنے کا مزہ آ رہا ہے۔“
 وہ چونک کر بولا۔ ”تمہیں میرا یہ فون نمبر کیسے معلوم
 ہوا؟“

”جب مجھے تمہارا یہ راز معلوم ہو سکتا ہے کہ تم یلو کٹر بلاسٹ
 ہو تو فون نمبر معلوم کرنے میں کتنی دیر لگتی ہے؟“
 وہ غصے سے بولا۔ ”میری یہ بات لکھ لو میں تمہیں بابا
 صاحب کے ادارے تک پہنچنے نہیں دوں گا۔ تمہیں زخمی اور
 اپاہج بنادوں گا۔“

”یہ کوششیں تم کر چکے ہو۔ کوئی نئی بات کرو۔ میں نے
 کہا تھا بابا صاحب کے ادارے تک پہنچ کر تمہاری ٹونڈا زو کو
 آزاد کر دوں گی۔ اگر تم نے اس سے پہلے ہموکا دیا تو اپنی
 محبوبہ سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ آخر وہی ہوا جو میں نے کہا تھا؟“
 وہ بولا۔ ”دنیا کا کوئی بھی شہر وہ ہمیشہ میدان نہیں مارتا۔
 کبھی مات بھی کھاتا ہے۔ جیسا کہ میں ابھی عارضی طور پر مات
 کھا رہا ہوں اور تم میدان مار رہی ہو مگر اب نہیں... اب
 اونٹ سے منہ گرنے کی باری تمہاری ہے۔“

”کیوں ہوا میں تیر چلا رہے ہو؟ تمہارا آلہ کار برین
 ماسٹر اندھا ہے۔ اس اندھے کے آلہ کار بھی اندھے ہیں۔
 میں اپنے سامنے کے ساتھ جیس میں ہوں۔ ایر پورٹ کے بیچ
 ہال اور وزیٹر لابی سے گزر کر عمارت سے باہر آ گئی ہوں۔
 لیکن تمہارا کوئی اندھا مجھے دیکھ نہیں پایا۔“

وہ پریشان ہو کر بولا۔ ”تم ہم جھوٹ بول رہی ہو۔ میں
 ابھی معلوم کر رہا ہوں۔“

وہ رابطہ ختم کر کے برین ماسٹر کے فون پر دھاڑتے
 ہوئے بولا۔ ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ عالی ایر پورٹ کی عمارت سے
 باہر جا چکی ہے۔ تمہارے آلہ کاروں نے اسے کیوں نہیں
 دیکھا؟ کیا وہ سو رہے ہیں یا مر گئے ہیں؟“

برین ماسٹر اپنے آلہ کاروں کو ڈانٹنے لگا۔ وہ بے
 چارے اپنی صفائی پس کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے
 انوشے کی مرضی کے مطابق کہا۔ ”میں نے ایک عمر رسیدہ
 خاتون کو ایک نوجوان مرد کے ساتھ سرخ رنگ کی کار میں
 جاتے دیکھا تھا۔ مجھے شبہ ہے کہ وہ جوان لڑکی بھی مگر اس نے

دیکھ کر اچھے اچھے اور عرصہ سے پہلے کی ایک بھاری سی دھڑکی
 نے اپنے اندر سے نکال کر آواز کیا کہ وہ تو اب بھی گھر کی باتوں
 میں جھٹکتا ہے چاکر کو اس کے لئے تھکنا پڑی ہے اس کا قہقہہ
 دانا گھر کے لئے اور یہ کہ وہ سبھی کو تھکوا رہی ہیں وہ
 کہنے لگا ہوا کھانسی کے ساتھ کہ وہ تو اب بھی گھر سے
 معمول اور اچانک دور ہوتا ہے چاکر نے اس کے لئے تھکنا
 دانا سب کو اس کی باتوں کی اصلاح کی اور اس کی کھانسی
 چاکر نے دیکھ کر اس کی باتوں کی اصلاح کی اور اس کی کھانسی
 اور اس کی باتوں کی اصلاح کی اور اس کی کھانسی

ہر شخص کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے۔

[illegible]

پھر ان کے ساتھ ہی میری ماں کے ساتھ جو کہ میری بہن
 تھیں، ان کے ساتھ ہی۔ ان کے ساتھ ہی۔ ان کے ساتھ ہی۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

”جے اے ایف کی طرف سے جو ایجنسیاں تشکیل دی گئی ہیں
 وہ ایجنسیاں جو جے اے ایف کے زیر نگرانہ ہیں۔
 جے اے ایف کے زیر نگرانہ ایجنسیاں جو
 جے اے ایف کے زیر نگرانہ ہیں۔“

سے بچے جادو، جس کو ہم جادو کہتے ہیں۔
 ایسے وقت جاکر آج جادو جانی ہی نہ دے گا، جس کتاب
 دے گا جس کو ہم دیکھیں گے۔ ” اس پر میں نے اس کی نگاہیں ڈالیں۔
 اس نے کہا کہ اس کتاب کو اس شخص کو دے گا جس کو اس طرح اس سے
 دے گا کہ اس سے۔“

[illegible][illegible]

پھر اس نے باور سے کہا: ”جائے جائے تم سے یہ کہنا
 چاہتی تھی کہ تم بڑا اچھا شخص ہو۔ اپنے انھوں سے کہو یہ
 حوالہ دیجئے انھوں سے کہ ان کی بیٹی کا جی بھی گھٹنے پا
 رہے ہو۔ اگر انھیں اس شخص سے ملنا ہے تو اسے حاصل کرنا چاہو
 تم سے ان کو دیکھ کر کہنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔“

۱۹۸۱ء - "پہری" منظر کا اجرا تھا جس کا مرکزی کردار
 میر تقی میر کی شخصیت پر مبنی تھا۔ اس میں ایک
 شخصیت نے اپنے لیے ایک صاحب کے عمارت میں جا کر
 چھپ جاتا ہے۔ عمارت سے بچنے کے لیے کوئی چکر لگاتا ہے۔
 اس کے لیے پہری لگائی گئی اور صاحب کے عمارت سے اس کے بچنے

لوٹنے نے کہا: "جس قدر علی نے اس میں کوشش کیا۔
اسے اس چال میں کہ تم سے کھرا ہوا وہی کھول کر
کہا۔ تمہارے پاس اس کا اور کچھ کے انکار ہے
نہ کہ وہ کچھ دیکھیں۔ یہ سب کچھ ہے جسے کہہ دیا
میں اس کے بارے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے
دعا کرو، مگر تم نے کچھ نہیں کیا، اگرچہ تمہارے پاس
تھی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

☆ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
☆ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو
☆ ہر پوسٹ کے ساتھ
☆ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے
☆ ساتھ تبدیلی

☆ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریٹخ
☆ ہر کتاب کا الگ سیشن
☆ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
☆ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

☆ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
☆ ہر ای بک آن لائن پڑھنے

☆ کی سہولت
☆ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
☆ سائزوں میں اپلوڈنگ

☆ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
☆ عمران سیریز از مظہر کلیم اور

☆ ابن صفی کی مکمل ریٹخ
☆ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے
☆ کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب
ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

دھرم داس نے کہا۔ ”آپ کیسی باتیں کرتے ہیں مہاراج! کیا میں آنکھوں سے دیکھتے ہوئے نہ ہر کھاؤں کا اور اپنے بیوی بچوں کو کھلاؤں گا؟“

”جب اسے نہ رکھتے ہو تو پھر ان بچارے غریبوں کو کیوں کھاتے ہو؟ کیوں انہیں آہستہ آہستہ مار رہے ہو؟ کیا یہ ظلم تمہاری سمجھ میں نہیں آتا؟“

وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اس کی بیوی نے کہا۔ ”مہاراج کے سامنے وعدہ کر دیا پھر بھی ملائی اناج اپنی دکان میں نہیں رکھو گے۔ منافع کمانے کے لیے غریبوں سے دشمنی نہیں کرو گے۔“

وہ ہنچکاتے ہوئے بولا۔ ”آئندہ دشمنی نہیں کروں گا مگر میرے گودام میں دولاکھ روپے کا اناج بڑا ہوا ہے۔ اسے تو کسی طرح بیچنا ہی ہوگا۔ نہیں تو میرے لاکھوں روپے ڈوب جائیں گے۔“

”جب تک تمہارے گودام میں اور تمہاری دکان میں ملائی اناج کا ایک دانہ بھی رہے گا۔ جب تک تم مصیبتوں سے چھٹکارا نہیں پاؤ گے۔ تمہیں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ وہی اناج کھانا ہوگا۔ خالص اناج تمہاری روسی تک بھی نہیں پہنچے پائے گا۔“

وہ جھنجھلا کر وہاں سے چلا آیا۔ بیوی نے گھر آ کر کہا۔ ”تمہیں مہاراج کے سامنے اس طرح غصہ دکھا کر نہیں آنا چاہیے تھا۔“

وہ بولا۔ ”اور کیا کروں؟ کیا لاکھوں روپے کا اناج منیٰ میں ملا دوں؟ وہ کوئی بھنگوان کا ادنا نہیں ہے۔ کوئی اتر گیانی نہیں ہے۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں، وہ کالا جادو جانتا ہے۔ مجھ پر جادو کر رہا ہے۔ مجھے کنگال بنا کر مار ڈالنا چاہتا ہے۔ میں اس کے جادو کا تو ذکر کر رہوں گا۔“

وہ اسی دن اپنی گاڑی میں بیٹھ کر شملہ گیا۔ وہاں سے ایک جادوگر کو پکڑ کر لے آیا۔ اس جادوگر نے دعویٰ کیا۔ ”میں آج رات ایسا منتر پڑھوں گا کہ اس جوگی مہاراج کے کانچ میں آگ لگ جائے گی اور وہ اس میں جل مرے گا۔“

اس کی بیوی نے پریشان ہو کر کہا۔ ”بھنگوان کے لیے ایسا نہ کرو۔ جوگی مہاراج بہت پیچھے ہوئے ہیں۔ سب ہی انہیں بھنگوان کا ادنا کرتے ہیں۔ تم ان کے خلاف کچھ کرو گے تو اور زیادہ نقصان اٹھاؤ گے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میرے بچوں کو کوئی نقصان پہنچے۔“

دھرم داس نے کہا۔ ”آج رات جب وہ بھنگوان کا ادنا اپنے کانچ میں جل کر مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی ہمیں

نقصان پہنچانے والا نہیں رہے گا۔ تم چپ رہو۔ خاموشی سے تماشا دیکھتی جاؤ۔“

اس رات اس جادوگر نے برگد کے سائے میں الاؤ روشن کیا۔ وہاں اپنے سامنے جنت منتر کا سارا سامان رکھا۔ دھرم داس اور اس کی بیوی ذرا دور بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے۔ وہ منتر پڑھتا جا رہا تھا۔ بڑے ہی جوش میں آکر الاؤ کے چاروں طرف محوم محوم کر ناچ رہا تھا۔ اس طرح منتر پڑھ رہا تھا۔ جیسے اب تب میں الاؤ کی وہ آگ کانچ میں پہنچ کر جوگی مہاراج کو جلا کر خاک کر دے گی۔

آدھی رات کے بعد اس کا ملازم تیزی سے چپن ہوا آ گیا۔ ”آگ لگ گئی... مالک...!“

دھرم داس خوشی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بولا آ رہا تھا اور کہتا جا رہا تھا۔ ”نفسب ہو گیا مالک! آگ اتنی زور کی بھڑک رہی ہے کہ ساری بہتی والے بھی بجھا نہیں پارہے ہیں۔ اب ہمارا کیا ہوگا مالک...!“

وہ رونے لگا۔ دھرم داس نے کہا۔ ”ابے گدھے کے بچے! رو کیوں رہا ہے؟ یہ بتا! کانچ کے ساتھ وہ مہاراج بھی جل مرے یا نہیں؟“

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ ”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آگ مہاراج کے کانچ میں نہیں، آپ کے گودام میں لگی ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں۔ وہاں اناج کا ایک دانہ بھی نہیں بچا ہے۔ سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا ہے۔“

وہ سن رہا تھا مگر یقین نہیں ہو رہا تھا۔ ایسے وقت بہتی کے اور کئی لوگ دوڑتے ہوئے آئے۔ اس سے ہمدردی کرنے لگے۔ ان کی باتیں سن کر یقین کرنا پڑا کہ اس کا گودام جل کر خاک ہو چکا ہے۔ تب اس نے الاؤ سے جلتی ہوئی لکڑی اٹھا کر جادوگر کی پٹائی کی۔ ”کستے کے بچے! اٹھو! اٹھو! اٹھو! یہاں ہے۔ میرے ہی گودام کو آگ لگادی ہے۔ میں تجھے یہاں سے زندہ نہیں جانے دوں گا۔ بہتی والو! اسے پکڑو۔ اسی نے یہاں منتر پڑھ کر یہ آگ لگائی ہے۔“

اس جادوگر نے ایک سفوف مٹھی میں لے کر الاؤ پر پھینکا تو آگ اتنی زور سے بھڑکی جیسے دھماکا ہوا ہو۔ سب ہی پیچھے ہٹ گئے۔ وہ گر جتے ہوئے بولا۔ ”خبردار! کوئی مجھے پکڑنے آئے گا تو میں اسے جلا کر راکھ کر دوں گا۔ میں نہیں جانتا جادو کیسے الٹ گیا؟ کیسے یہاں کی آگ وہاں لگ گئی؟ مگر میں سمجھ گیا ہوں۔ وہ جوگی مہاراج جی بھنگوان کا ادنا ہے۔ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھے یہاں سے بھاگ جانا

[illegible]

یہ سب باتیں سن کر وہ بے حد غصہ ہو گیا۔ "تم نے مجھے کتنا دکھایا ہے، اب تم کو کتنا دکھانا ہے۔" وہ بول کر اٹھ کر چلا گیا۔

اگرچہ یہ ایک نیا اور دلچسپ موضوع ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے یہ موضوع
بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ موضوع بہت کم لکھا گیا ہے۔
اس کی وجہ سے یہ موضوع بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ موضوع
بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ موضوع بہت کم لکھا گیا ہے۔

[illegible]

مسلموں کو بھی داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔“

دوسرے نے کہا۔ ”انہوں نے اجازت دی مگر اپنی شرائط پر عمل کرایا۔ ان کی شرائط یہ تھیں کہ وہاں داخل ہونے والا شخص پاک صاف رہے۔ اپنے دل میں سچائی، ایمان اور محبت لے کر آئے۔ اس ادارے کے اندر ایسے مخصوص مقامات ہیں۔ جہاں آنے والوں کو ننگے پاؤں جانا ہوگا۔ وہاں کسی کو جوتے پہن کر جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ان کی یہ شرط بھی تھی کہ اندر آنے والے اپنے ساتھ کیمرے نہیں لائیں گے۔ ادارے کے اندرونی حصے کی کوئی تصویر باہر نہیں جائے گی۔“

ایک اور عہدیدار نے کہا۔ ”ہماری طرف سے پچیس افراد اور جاسوسوں کا ایک وفد اس ادارے کے دروازے پر پہنچا تو وہاں کے انچارج نے ایک افسر سے کہا تمہارے دل میں جھوٹ اور بے ایمانی ہے۔ تمہارے پاس جو لائسنس ہے۔ اس میں خفیہ کیمرا نصب کیا گیا ہے لہذا تمہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔“

دوسرے جاسوس سے کہا گیا کہ تم نے اپنے جوتے میں ہائیکرہ دفن کر مانی کا کیمرا چھپا رکھا ہے لہذا تم بھی اندر نہیں جا سکو گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ کیمرے باہر چھوڑ کر جائیں گے مگر وہ انچارج انکار کرتے ہوئے بولا۔ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا جھوٹے اور بے ایمان لوگوں کے لیے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے لہذا واپس جاؤ۔

ایک لیڈی جاسوس نے اپنے بالوں میں جو کلپ لگایا تھا۔ اس میں ہائیکرہ دفن کر مانی کے لیے کیمرا نصب کیا گیا تھا۔ اسے روکا نہیں گیا۔ جانے کی اجازت دے دی گئی۔ ہم نے یہی سمجھا کہ اس ادارے کے لوگ دھوکا کھا گئے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ دراصل ہم دھوکا کھا رہے تھے۔ وہ ہمیں یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ جھوٹ پول کر اور فریب دے کر بھی ہم وہاں سے کچھ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ جب وہ لیڈی جاسوس اس ادارے کے مختلف اہم حصوں کی تصاویر اتار کر لائی اور ہم نے ڈارک روم میں کچھ کران تصاویر کو ڈیولپ کرنا چاہا تو چلا وہ پوری ہائیکرہ و فلم پلیٹنگ ہے۔ اس ادارے کی ایک بھی تصویر دکھائی نہیں دی۔“

ایک اور عہدیدار نے کہا۔ ”ہمارا ایک فوجران آدمی افسر غیر معمولی ذہانت کا حامل ہے۔ اس کی یادداشت اتنی تیز ہے کہ پہلی نظر میں جو دیکھتا ہے۔ وہ اس کے ذہن میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو جاتا ہے۔ اسے تاکید کی گئی تھی کہ وہ بابا صاحب کے سامنے شیعہ کا بنور جائزہ لے گا اور وہاں کی ایک

ایک بات اپنے ذہن میں نقش کر لے گا۔ اس نے واپس آ کر کہا کہ سامنے شیعہ میں کوئی اہم بات نہیں ہے۔ طالب علموں کو سکھانے کے لیے ان کی لیبارٹری میں ایسے آلات ہیں جو بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں ہوا کرتے ہیں۔ وہاں نہ تو یورینیم ہے اور نہ کوئی ایٹمی اسلحہ تیار ہوتا ہے۔ وہاں کوئی ایسا کام نہیں ہوتا جسے بہانہ بنا کر ادارے کے بڑے بڑے لوگوں کو قانونی گرفت میں لایا جاسکے۔“

امریکی سفیر نے کہا۔ ”ہماری دنیا میں یہ قانون ہے کہ کسی مذہبی ادارے میں جبراً داخل نہیں ہو جاسکتا۔ وہاں جانے کے لیے قانونی اجازت حاصل کی جاتی ہے۔ وہ اجازت ہم نے حاصل کی تھی لیکن اس ادارے سے ان کے خلاف کوئی ثبوت حاصل نہ کر سکے۔ یہ بھی قانون ہے کہ کسی مذہبی ادارے کو جبراً اپنی طویل میں نہیں لایا جاسکتا۔“

جو جو نے کہا۔ ”ٹھیک ہے، ہم یہ بائیں قانونی نقطہ نظر سے کہہ رہے ہو مگر یہ عالمی قوانین ہم سب نے مل کر بنائے ہیں۔ عالمی عدالت بھی تمہاری قائم کردہ ہے۔ اپنی بنائی ہوئی چیز توڑی جاسکتی ہے۔ اس دنیا میں تم سے اوپر کوئی طاقت نہیں ہے جو آکر تمہارا ہاتھ پکڑ لے۔“

امریکی سفیر نے کہا۔ ”یہ ٹھیک، ہم ایسا کر سکتے ہیں اور ہم نے ایسا ہی کیا تھا۔ عالمی قوانین اور عالمی عدالت کو بالائے طاق رکھ کر ہم نے اور یورپ کے تمام اکابرین نے متحد ہو کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے میں اگر غیر مسلموں کو آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس کے دروازے ہمارے لیے ہمیشہ کھلے نہیں رکھے جائیں گے تو ہم ایک مقررہ وقت پر فوج کشی کر سیں گے۔ زمین سے راکٹ برسانے کے علاوہ ہوائی حملے بھی کیے جائیں گے۔“

بابا صاحب کے ادارے میں صرف سیکورٹی گارڈز صدر دروازے پر رہتے ہیں۔ ورنہ اندر ان کے پاس کوئی مسلح آدمی نہیں ہے۔ یہ کہنا چاہیے کہ ان کے پاس ایک ہتھیار بھی نہیں ہے۔ ہماری دھمکیوں کے آگے انہیں گھٹنے ٹیک دینے چاہیے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ دروازہ کھول کر ہم سے معافی مانگیں گے اور اس ادارے کو ہمارے حوالے کر دیں گے۔“

جاناٹا نے کہا۔ ”مگر ایسا نہیں ہوا۔ یہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ لوگ آج بھی آزاد اور خوشحال ہیں۔ تم لوگوں نے ان پر زہنی اور نفسانی حملہ کیوں نہیں کیا؟“

سفیر نے کہا۔ ”ہمارے اس وقت کے اکابرین حواس باختہ ہو گئے تھے۔ ان کے بچے اسکول جاتے تھے مگر واپس نہیں آتے تھے۔ وہ روز ہی انہیں ڈھونڈ کر لاتے تھے۔ وہ

اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ اس کی محبوبہ کی اور پانچ نہیں تھیں۔ ایک رات اچانک ہی ان چھ بہنوں کو بیک وقت اغوا کیا گیا تھا۔ چھ جوان لڑکیوں کو ایک ہی گھر سے اغوا کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی لیکن تو کوئی شور مچا نہ ہوا اور نہ ہی ہستی والوں کو خبر ہوئی تھی۔ وہ چھ بہنیں ایسی خاموشی سے غائب ہوئی تھیں۔ جیسے انہیں بیک وقت زمین نگل گئی ہو یا آسمان کھا گیا ہو۔

وہ سوچ رہا تھا اور ان چھ لڑکیوں کے باپ کو کس رہا تھا۔ ان کے باپ کا نام مرلی دھر تھا۔ وہ بے پور شہر کا بہت بڑا مہاجن تھا۔ شہر سے دور ایک بستی میں رہتا تھا۔ وہاں اس کے اناجوں کا گودام تھا۔ شہر سے دور رہنے کے باعث اخراجات کم ہوتے تھے۔ وہ بہت ہی سنجوس تھا۔ اپنی بیٹیوں کی شادیاں نہیں ہونے دیتا تھا۔ ان کی شادی ہونی تو ہر بیٹی کو لاکھوں روپے کا جہیز دینا پڑتا۔ وہ کھانے کا سودا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کبھی کبھی ان سب سے کہتا تھا۔ ”میرے گھر میں کیوں پیدا ہو گئیں؟ اور پیدا ہو کر جوان کیوں ہو گئیں؟ اور جوان ہو گئیں ہو تو مریں کیوں نہیں جاتیں؟ کسی کے ساتھ بھاگ کیوں نہیں جاتیں؟“

اس کی سب سے چھوٹی بیٹی نرملا اس جوان کی محبوبہ تھی۔ اس کی عمر پچیس برس تھی۔ اس حساب سے باقی پانچ بہنوں کی عمر کا حساب کیا جاتا۔ تو وہ پچاریاں تیں، بیس، چھتیس اور چالیس برس کی عمر کو پہنچ رہی تھیں اور اب تک بن بیاہی بیٹی ہوئی تھیں۔

اس بار اس جوان نے نرملا کو پیغام بھیجا تھا۔ ”جب تمہارا باپ کہتا ہے کسی کے ساتھ بھاگ جاؤ تو میں تمہیں بھاگ کر لے جانے آ رہا ہوں۔ تیار ہو۔ ہم کہیں جا کر کسی مندر میں شادی کر لیں گے۔“

اس جوان نے بڑی حسرت سے ایک گہری سانس لی تے ہوئے اپنے پاس رکھی ہوئی ایک ڈائری کو دیکھا پھر اسے اٹھا کر کھولا۔ اندر نرملا کی ایک تصویر رکھی ہوئی تھی۔ اس نے اس تصویر کو اٹھا کر بڑی محبت سے دیکھا۔ اسے چوما پھر سینے سے لگا لیا۔

انوشے نے کہا۔ ”گرینڈ پاا اعلیٰ حضرت نے مجھے غیر ضروری معاملات میں خیال خوائی کرنے سے منع کیا ہے۔ تاکید کی ہے کہ میں کبھی قدرتی معاملات میں مداخلت نہ کروں۔ آپ اس پیارے کی مدد کریں۔ پولیس اور اعلیٰ جنس والے اس کی محبوبہ کو تلاش کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ آپ اس کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔“

میں نے اس جوان کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے

اپنی جگہ سے اٹھ کر نرملا کی تصویر مجھے پیش کی۔ میں اسے دیکھنے لگا۔ وہ اچھی خوبصورت لڑکی تھی۔ میں اس تصویر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہوا اس کے دماغ میں ”سچ“ لکھ دیا۔ وہ زندہ سلامت تھی۔ ایک ایسے وسیع و عریض کمرے میں تھی۔ جس کی دیواریں پتھروں اور چٹانوں سے تراشی گئی تھیں۔ چھت بھی چٹانوں اور پتھروں کی بنی ہوئی تھی۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ تین اجنبیوں نے ان چھ بہنوں کو اغوا کیا تھا۔ کس طرح کیا تھا وہ بے نہ جان سکیں۔ کیونکہ بے ہوش تھیں۔ ان میں سے تین بہنوں کو کئی من اناج کے ساتھ کہیں بھیج دیا گیا ہے۔

نرملا اپنی دو بہنوں کے ساتھ ایک تہ خانے میں ہے۔ وہ تینوں افراد کبھی وہیں تہ خانے میں ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ ایسے ہوس پرست ہیں کہ تینوں بہنوں کو بری طرح استعمال کرتے ہیں۔ وہ کسی ایک کے لیے مختص نہیں ہیں۔ آپس میں ان کا تبادلہ کرتے رہتے ہیں۔

میں نے اس کے ذہن میں سوال پیدا کیا۔ ”آخر وہ تینوں کون ہیں؟ عیاشی کے علاوہ دن رات کیا کرتے ہیں؟“ اس کی سوچ نے جوابا کہا۔ ”وہ تینوں کوئی بہت ہی ذہین سائنس داں معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے پاس عجیب و غریب مشینیں ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا ہے وہ کسی سیارے سے آئے ہیں۔ یہ بات اس لیے بتائی گئی ہے کہ ہمارے ذریعے ان کا راز فاش نہیں ہوگا کیونکہ ہم بھی اس تہ خانے سے باہر جا کر سورج کی روشنی نہیں دیکھ پا سکیں گے۔“

اس کے یہ خیالات پڑھتے ہی میں ایک دم سے چونک گیا۔ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ نرملا میری مرضی کے مطابق اس کمرے سے چلتی ہوئی تہ خانے کے دوسرے حصوں سے گزرنے لگی۔ میں نے اس کے ذریعے وہاں جبب و غریب مشینیں دیکھیں پھر وہ ایسے حصے میں پہنچی۔ جہاں وہ تینوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا۔ ”تم یہاں کیوں آئی ہو؟“

اس کی آواز سننے ہی میں پھر ایک بار چونک گیا۔ جو جو کرانے بول رہا تھا۔

میں نے خوش ہو کر انوشے کو دیکھا پھر اس کے ہاتھ کو تھام کر کہا۔ ”بے شک! اعلیٰ حضرت نے بہت سوچ سمجھ کر تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ تمہاری وجہ سے میں اس وقت جو جو کرانے کی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچ گیا ہوں۔ خدا کی قسم...! اب مزہ آئے گا...“

فیملی ہدایتی کے فسوں کل فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

جوانان! سمیر کی ہستی ہے تلاش
ہی ہے، تعلیم، ترقی، خلع، مظہر گزہ



1000



جوانانِ البحرِ میری ہستی اللہ بخش
 اللہ اللہ تعالیٰ جو کی طالع مظہر گز

[illegible]

70* 2004

امریکن آری کے اعلیٰ افسر سے فون پر کہا۔ "ہماری میڈم سونیا آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔ پلیز ہولڈ آن۔"

سونیا نے ریسپورڈ کان سے لگا کر کہا۔ "ہیلو مسٹر کیری گرانٹ...! جب سے یہ سیارے والے ہماری زمین پر آئے ہیں۔ جب سے ہم سب ان سے چھپتے پھرتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟"

وہ بولا۔ "بالکل درست ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ جیسی آسمان سے کڑکنے والی بلی بھی ان سے منہ چھپا رہی ہے۔"

"میں چھپ نہیں رہی ہوں۔ دراصل جو جو کچھ کیا جا رہا ہے کہ پہلے وہ ایک فراہم کوئی ڈھونڈ لے۔ کم از کم اس کے سامنے تک ہی پہنچ کر دکھا دے۔ اس کے بعد میری باری آئے گی تو کوئی بھی سیارے سے آنے والا ہماری دنیا میں رہ نہیں پائے گا۔ یا تو مرے گا یا زمین چھوڑ کر بھاگے گا۔"

اس نے فطریہ انداز میں پوچھا۔ "وہ قیامت کا دن کب آئے گا؟"

"جب وہ تم سب کی گردنیں دیوبچ لے گا۔"

اس نے کچھ پریشان ہو کر پوچھا۔ "تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"تم دس یوگا جاننے والے افسران یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ تم سب کی ہسٹری فائل اس کی ٹریک مشین میں نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو وہ اب تک تم جیسے اہم افسران کو بھی اپنا غلام بنا چکا ہوتا۔"

"آپ درست فرمادی ہیں۔"

"میں ابھی تم لوگوں کی ہسٹری فائل جو جو تک پہنچا سکتی ہوں۔"

وہ ایک دم سے گھبرا کر بولا۔ "نہیں میڈم! آپ ہم سے ایسی دشمنی نہیں کریں گی۔"

"ابھی تو فطریہ انداز میں بول رہے تھے۔ یہ لہجے میں عاجزی کیسے آئی؟"

وہ ہنپکاتے ہوئے بولا۔ "سوری... مجھ سے غلطی ہوگئی۔ یہ بھول گیا تھا کہ آپ اور مسٹر فراہم ہماری مخالفت پر آئیں گے تو ہم اپنی پردوں کے پیچھے بھی چھپ نہیں پائیں گے۔"

"ہم نے پہلے بھی کسی موقع پر مخالفت کرنے میں پہل نہیں کی۔ نہ اب کریں گے۔ نہ ہم نے کبھی ایسی دشمنی کی جیسی سیارے والے کر رہے ہیں۔ انہوں نے تو تمہارے تمام اکابرین کو تابع دار بنالیا ہے۔ اپنے ان اہم افراد کو

نجات دلانے کے لیے کیا کر رہے ہو؟"

"نی الحال سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کیا آپ گائیڈ کرنا پسند کریں گی؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ ان کی ذہانتوں صلاحیتوں اور قوتوں کے علاوہ ان کی کمزوریوں تک پہنچنے کی کوششیں کرو۔ تمہارے سائنس دان چاند تک پہنچ گئے ہیں۔ ستاروں پر کنڈ ڈال رہے ہیں۔ کیا وہ معلوم نہیں کر سکتے کہ یہ جو جو غیر ہمسایہ سے آئے ہیں؟"

سونیا نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ "جب وہ یہاں تک پہنچ سکتے ہیں تو کیا تم لوگ ان کے سیارے تک نہیں پہنچ سکتے؟ اگر وہاں پہنچ گئے تو ان کے بہت سے راز، بہت سی کمزوریاں تمہیں معلوم ہوتی رہیں گی۔ جس طرح انہوں نے تمہارے اکابرین کو تابع دار بنالیا ہے۔ اسی طرح تم ان کے اکابرین کو، سائنس دانوں کو اور ان کے دیگر اہم افراد کو اپنے دباؤ میں رکھ کر برتری حاصل کر سکتے ہو۔"

"آپ یقین کریں ہم یہی کر رہے ہیں۔ ہمارے سائنس دان اور سراغ رساں ان کے سیارے کو کھوج نکالنے میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔"

"کیا وہ لامحدود کائنات میں ایک نامعلوم سیارے کا محل وقوع معلوم کر سکیں گے؟"

"یقین سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ ہو سکتا ہے کوئی دھندلا سا سیارہ مل جائے۔ پانی دادے۔ آپ اس سلسلے میں کوئی دوستانہ مشورہ دینا چاہیں گی؟"

سونیا نے کہا۔ "ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ جو جو کے علاوہ اس سیارے کے دو اور باشندے آئے ہوئے ہیں۔ ان تینوں کی خفیہ پناہ گاہ ایک ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو بڑی رازداری سے گرفتار کرو پھر اس کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ وہ اپنے سیارے کی ایک ایک بات بتانے پر مجبور ہو جائیں۔"

اس نے کہا۔ "ایسی تدبیر ہمارے ذہن میں آئی تھی مگر آپ سمجھ سکتی ہیں ہم ان میں سے کسی کو گرفتار کر کے کہیں بھی چھپائیں گے تو وہ ٹریک مشین کے ذریعے خفیہ راز چیل تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح ہم دس یوگا جاننے والے بھی ان کی نظروں میں آجائیں گے۔"

سونیا نے کہا۔ "ہاں، تم لوگوں کے ساتھ یہی پراہلم ہے۔"

"یہ پراہلم آپ لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر ان میں سے کسی کو خواہر کے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچایا

امریکن آری کے اعلیٰ افسر سے فون پر کہا۔ "ہماری میڈم سونیا آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔ پلیز ہولڈ آن۔"

سونیا نے ریسپورڈ کان سے لگا کر کہا۔ "ہیلو مسٹر کیری گرانٹ...! جب سے یہ سیارے والے ہماری زمین پر آئے ہیں۔ جب سے ہم سب ان سے چھپتے پھرتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟"

وہ بولا۔ "بالکل درست ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ جیسی آسمان سے کڑکنے والی بلی بھی ان سے منہ چھپا رہی ہے۔"

"میں چھپ نہیں رہی ہوں۔ دراصل جو جو کچھ کیا جا رہا ہے کہ پہلے وہ ایک فراہم کوئی ڈھونڈ لے۔ کم از کم اس کے سامنے تک ہی پہنچ کر دکھا دے۔ اس کے بعد میری باری آئے گی تو کوئی بھی سیارے سے آنے والا ہماری دنیا میں رہ نہیں پائے گا۔ یا تو مرے گا یا زمین چھوڑ کر بھاگے گا۔"

اس نے فطریہ انداز میں پوچھا۔ "وہ قیامت کا دن کب آئے گا؟"

"جب وہ تم سب کی گردنیں دیوبچ لے گا۔"

اس نے کچھ پریشان ہو کر پوچھا۔ "تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"تم دس یوگا جاننے والے افسران یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ تم سب کی ہسٹری فائل اس کی ٹریک مشین میں نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو وہ اب تک تم جیسے اہم افسران کو بھی اپنا غلام بنا چکا ہوتا۔"

"آپ درست فرمادی ہیں۔"

"میں ابھی تم لوگوں کی ہسٹری فائل جو جو تک پہنچا سکتی ہوں۔"

وہ ایک دم سے گھبرا کر بولا۔ "نہیں میڈم! آپ ہم سے ایسی دشمنی نہیں کریں گی۔"

"ابھی تو فطریہ انداز میں بول رہے تھے۔ یہ لہجے میں عاجزی کیسے آئی؟"

وہ ہنپکاتے ہوئے بولا۔ "سوری... مجھ سے غلطی ہوگئی۔ یہ بھول گیا تھا کہ آپ اور مسٹر فراہم ہماری مخالفت پر آئیں گے تو ہم اپنی پردوں کے پیچھے بھی چھپ نہیں پائیں گے۔"

"ہم نے پہلے بھی کسی موقع پر مخالفت کرنے میں پہل نہیں کی۔ نہ اب کریں گے۔ نہ ہم نے کبھی ایسی دشمنی کی جیسی سیارے والے کر رہے ہیں۔ انہوں نے تو تمہارے تمام اکابرین کو تابع دار بنالیا ہے۔ اپنے ان اہم افراد کو

سے اٹھا کر لے جا۔۔۔

وہ ناگواری سے بولا۔ ”میں مرد ہو کر ایک چھوڑی سے بچہ لڑاؤں گا؟ ٹھو میری باڈی بلڈنگ اور طاقت کا مذاق اڑا رہی ہے۔“

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا۔ اسے اٹھا کر اپنے کانڈھے پر لا کر لے جانے کا ارادہ تھا لیکن قریب آتے ہی اس کے منہ پر ایک الٹا ہاتھ پڑا۔ ماؤرا کا ہاتھ فولادی نہیں تھا۔ نہ ہی اس نے فائنگ کی تربیت حاصل کی تھی۔ اس نے ایک ہلکا سا پینچر مارتے ہی اس کے دماغ کو ہلکا سا جھٹکا پینچا تھا۔ اس لیے وہ لڑکھڑا کر پیچھے چلا گیا تھا۔ اسے یہ احساس دلا یا گیا تھا کہ تکلیف دماغ میں نہیں منہ پر ہے۔ جہاں ایک لڑکی کا ہاتھ پڑا تھا۔

وہ دماغی تکلیف سے سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تمام لوگ حیرانی سے اس شہر دور کو دیکھ رہے تھے۔ وہ جوانی حملہ نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ منہ پر ہاتھ رکھے تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ ماؤرا نے آگے بڑھ کر دوسرا ہاتھ مارا۔ اس بار داسودر نے اس کے اندر رہ کر اسے چپنے پر مجبور کر دیا۔ جیسے ماؤرا کا زبردست ہاتھ بڑا ہو پھر وہ گول گھوم گیا۔ دوسری اور تیسری بار بھی اسی طرح محکوم کر زمین پر گر پڑا۔ جیسے چکر کر زمین بوس ہو گیا ہو۔

تمام تماشا کی ماؤرا کا ساتھ نہ دینے پر شرمندہ تھے۔ ایک خوبصورت اور نازک سی لڑکی کی جرأت اور طاقت دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ وہ بولی۔ ”تم سب جاؤ اور شرم سے ڈوب مرو۔ تمہاری بیٹیوں اور بہنوں کو غصے اٹھا کر لے جائیں گے تو تم سب خند ہو کر ان سے نہیں لڑو گے؟ اپنے اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھے رہو گے؟ کھو ہے تم پر۔۔۔“

وہ ان کی طرف تھوکر کر زمین پر پڑے ہوئے باڈی بلڈر کوٹھو مار کر بھائی کے ساتھ جھوم کے درمیان سے گزرتی چلی گئی۔ تمام اسٹوڈنٹس نے ماؤرا کی جسمانی قوت کا مظاہرہ دیکھا تھا اور مرعوب ہو گئے تھے۔ اسے میری جان جھٹک مچھلو کہنے والے اب بہن دیدی اور سسر کہنے لگے تھے۔

اس کے برعکس داسودر کے بارے میں فلفلا تاثرات پیدا ہو رہے تھے۔ وہ لڑکیوں میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ انہیں لفت نہیں دیتا تھا۔ انکو نہ ملیں تو کہا جاتا ہے کہ کھٹے ہیں۔ داسودر کے متعلق بھی لڑکیوں کا یہی خیال تھا۔ کالج کی ایک اسٹوڈنٹ نے کہا۔ ”وہ اوپر سے جتنا خوبو د کہو اور طاقتور دکھائی دیتا ہے۔ اندر سے اتنا ہی کھوکھلا اور بزدل ہے۔“ دوسری لڑکی نے کہا۔ ”اور نہیں تو کیا۔ اس کی بہن کو

ایک سنڈو چھیڑ رہا تھا اور وہ بزدل دور کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔“

ایک اور دل جلی نے کہا۔ ”وہ صرف بزدل ہی نہیں۔ بے غیرت بھی ہے۔ میں تو بھی اسے منہ نہ لگاؤں۔“ ایک مچلی نے ہنسنے ہوئے کہا۔ ”جب وہ لگتا ہی نہیں چاہتا تو تم اسے کیا منہ لگا سکو گی؟ یہ کہو کہ دل کے پھپھو لے چھوڑ رہی ہو۔“

اس کا نام کچھ اور تھا مگر وہ پورے کالج میں مچلی کے نام سے مشہور تھی۔ سب جانتے تھے وہ بزدل دل پھینک ہے۔ جو لو جوان پسند آتا تھا اسے چٹکیوں میں اڑا کر لے جاتی تھی۔ کچھ روز اس کے ساتھ رہتی تھی۔ پھر اسے اپنی ہوس کے دروازے سے باہر پھینک دیتی تھی۔

اس بڑے اور مہنگے کالج میں امیر کبیر گھرانے کی لڑکیاں اور لڑکے بڑھتے تھے۔ ان لڑکیوں نے مچلی سے کہا۔ ”ہم تمام لڑکیوں کی طرف سے تمہارے لیے پچاس ہزار روپے کا انعام ہے۔ تمہارا دعویٰ ہے تم مغرور اور منہ زور جوانوں کو پھانس لیتی ہو۔“

دوسری اسٹوڈنٹ نے کہا۔ ”تمہارے ڈیڑھ نے سیاسی غصے پال رکھے ہیں۔ اگر تم داسودر کو پھانس لو گی اور اس کی صورت بگاڑ کر اسے اپنا بیٹا دو گی تو ہم تمہیں پچاس ہزار دیں گے۔“

مچلی یہ دیکھتی آ رہی تھی کہ داسودر لوہے کا پتا ہے۔ اسے چاہ نہیں سکے گی لیکن یہ ضد تھی کہ ایک دن چپا کر رہے گی۔ اب کالج کی تمام لڑکیاں اسے چپچ کر رہی تھیں اور پچاس ہزار بھی دینا چاہتی تھیں۔ اس نے چپچ قبول کرتے ہوئے کہا۔ ”میں اڑتا ہوں گھنٹوں کے اندر اسے اپنا دیوانہ بنا کر اس کا حلیہ بگاڑ دوں گی۔“

لڑکیاں خوش ہو گئیں۔ ایک نے کہا۔ ”تم جو تماشا کرو گی۔ اسے ہم آنکھوں سے دیکھنا چاہیں گے۔“ مچلی نے کہا۔ ”جب میں فون پر کال کروں تو ہوٹی سی دیوکارز میں چلی آتا۔“

ایک لڑکی نے کہا۔ ”ہمیں پتا ہے اس ہوٹی کا ایک کمرہ تمہارے لیے پک رہا ہے۔ جب چاہتی ہو کسی بھی سرے کو وہاں لے جاتی ہو۔“

اس بات پر سب ہنسنے لگیں۔ مچلی ایک کلاس انٹینڈ کرنے کے بعد کینٹین کی طرف جا رہی تھی۔ داسودر نے اسے مخاطب کیا۔ ”ہائے مچلی! آج تمہارا یہ لباس غضب ڈھا رہا ہے۔“

[illegible][illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible][illegible][illegible]

[illegible]

میرا کہنا ہے کہ اگرچہ میں نے اپنے لیے ایک خاص جگہ منتخب کر لی ہے، لیکن میں نے اسے کسی خاص مقصد کے لیے نہیں منتخب کیا ہے۔ میں نے اسے ایک عام جگہ منتخب کیا ہے، جہاں میں اپنے دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ رہ سکتا ہوں۔

[illegible][illegible][illegible]

کہتا ہے کہ میرے پاس ایک گناہ ہے۔
 دوسرے نے کہا کہ میں نے گناہ کیا ہے اور آگاہی میں ہے
 یہ جہاں کہہ رہا ہے کہ میں نے گناہ کیا ہے۔
 میرے پاس ایک گناہ ہے۔
 میں نے ایک گناہ کیا ہے اور اس کے بارے میں
 کوئی خبر نہیں ہے۔
 دوسرے نے کہا کہ میں نے گناہ کیا ہے اور اس کے بارے میں
 کوئی خبر نہیں ہے۔
 میں نے ایک گناہ کیا ہے۔
 دوسرے نے کہا کہ میں نے گناہ کیا ہے اور اس کے بارے میں
 کوئی خبر نہیں ہے۔

میں نے اس وقت تک کہیں نہ سمجھا کہ یہ کونسا کونسا ہے۔
 تو میں نے اس کو دیکھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک کونسا تھا۔
 وہ دیکھ کر اس نے کہا کہ یہ کونسا ہے۔
 میں نے اس کو دیکھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک کونسا تھا۔
 وہ دیکھ کر اس نے کہا کہ یہ کونسا ہے۔
 میں نے اس کو دیکھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک کونسا تھا۔
 وہ دیکھ کر اس نے کہا کہ یہ کونسا ہے۔

میں نے کہا: "تم دوسری باتیں کرنا چاہتے ہو۔" انہوں نے کہا: "ہاں، ہم نے تمہاری بات سنی ہے، لیکن ہم نے تمہاری بات کو سمجھا نہیں سکا۔" انہوں نے کہا: "ہم نے تمہاری بات کو سمجھا نہیں سکا۔" انہوں نے کہا: "ہم نے تمہاری بات کو سمجھا نہیں سکا۔"

۱۰۔ اگرچہ ایک طرف سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک نیا دور ہے، لیکن دوسری طرف سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک پرانا دور ہے۔

اسکی حرکت کی۔ چلتی چلتی کہاں کہاں جاتی تھی۔

[illegible][illegible]

☆ ☆ ☆

[illegible]

وہ بھی اپنے لیے ایک نیا عالمِ حجاب کے لیے تیار تھے۔

[illegible]

ہم نے اپنے سر پر اپنی قوم کے لیے کھڑے ہو کر اپنے لیے کوئی چیز نہیں مانگی۔
 اس کی تائید کے لیے "کتاب" ۱۹۷۰ء
 ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کے لیے "کتاب" ۱۹۷۰ء
 ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کے لیے "کتاب" ۱۹۷۰ء
 ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کے لیے "کتاب" ۱۹۷۰ء

[illegible][illegible]

مطلے میں داخلے سے پہلے ہی چھاپا گیا۔ اس کے چھاپہ دار نے
 ضرور دلوں کے ساتھ ہی اٹھایا ہو گا۔ اسے ہم سے دعا ہے
 کہ اسے اکر صحت یابی کی ہو۔

گیا ہمارے بچے نے یہی سطر لکنا کہ سو اسی کی تعمیر
 کیا ہو رہی ہے۔ کیا اس سے تمہارے پاس کوئی نال

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

☆ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
☆ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو
☆ ہر پوسٹ کے ساتھ
☆ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے
☆ ساتھ تبدیلی

☆ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریٹخ
☆ ہر کتاب کا الگ سیکشن
☆ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
☆ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

☆ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
☆ ہر ای بک آن لائن پڑھنے

☆ کی سہولت
☆ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
☆ سائزوں میں اپلوڈنگ

☆ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
☆ عمران سیریز از مظہر کلیم اور

☆ ابن صفی کی مکمل ریٹخ
☆ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے
☆ کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب
ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

کے اور بھی ایک اور ایک پہنچا کر دیکھ کر کہنے لگے۔
 اچھا بھلا ہے، دیکھو! یہ کتنی اچھی لکھی ہوئی ہے، یہ کتنی عمدہ لکھی ہوئی ہے۔
 چنانچہ کئی کئی بار اس کو دیکھ کر دیکھ کر کہنے لگے۔
 یہ لکھی ہوئی ہے، یہ لکھی ہوئی ہے، یہ لکھی ہوئی ہے۔

میرے کے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔

میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔

میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔

میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔

میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔

میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔

میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔
 میرے پاس میں نے اپنی اپنی لکھی ہوئی ہے۔

ماؤرا کہہ رہی تھی۔ ”اب یہ جوان آپ کے سامنے زمین پر گر کر یوں ترپنے لگے گا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔“

پورس سمجھ گیا تھا کہ وہ دماغ کے اندر زلزلہ پیدا کرے گی اور اس نے یہی کیا۔ وہ ایک جیج مارتا ہوا اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ یوں ترپنے لگا جیسے مشکل سے جان نکل رہی ہو۔ سب ہی پریشان ہو کر اسے دیکھ رہے تھے۔ سمجھنے کی کوششیں کر رہے تھے کہ یہ تماشا ہے یا بیخ معنوں میں اس کی جان نکل رہی ہے؟

ماؤرا نے اس کے اندر آ کر کہا۔ ”تم نے مجھے بہت خوف بنایا تھا۔ سب کے سامنے میری اسلمٹ ہو رہی تھی اور تم خوش ہو رہے تھے۔ اب ماما خوش ہونے کی سزا کیسے مل رہی ہے؟ کیا دماغ پھوڑے کی طرح ڈکھ رہا ہے؟“

وہ تکلیف سے کراہنے ہوئے بولا۔ ”ہاں، بہت تکلیف ہو رہی ہے مگر بڑا مزہ آ رہا ہے۔“

وہ بہت حیران ہوئی۔ کیا یہ ایسا سخت جان اور جی دار ہے کہ شدید دماغی تکلیف کے بھی مزے لے رہا ہے؟

وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ کو سمجھنے ہوئے ہوئی۔ ”تمہیں اب آرام آ رہا ہے۔ تم میرا حکم سننے ہی اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ گے۔“

پھر وہ بیچ کو مخاطب کرتے ہوئے ہوئی۔ ”آپ دیکھ رہے ہیں یہ جان لیوا تکلیف میں مبتلا ہے لیکن میرا حکم سننے ہی اٹھ کر کھڑا ہو جائے گا۔ خوشی سے ناپٹنے لگے گا۔“

پھر اس نے حکم دیا۔ ”ارے او باز بیکرا اچل اٹھ کر کھڑا ہو جا۔“

سب نے حیرانی سے دیکھا۔ وہ اچانک یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ ماؤرا بھی یہ سوچ کر حیران ہو رہی تھی کہ ایک دماغی جھگے کے بعد اسے کمرور اور مذہم حال ہو جانا چاہیے تھا لیکن وہ بڑا ہی جاتی وچو بند دکھائی دے رہا تھا۔ حاضرین کو جھک جھک کر سلام کر رہا تھا۔

وہ اتنے بڑے بیچ میں اسے ایک مذاق بنانا جانتی تھی۔ اس کی تو چین کر کے خوش ہونا جانتی تھی۔ وہ بولی۔ ”تمہاری تکلیف دور ہو گئی ہے۔ خوش ہو کر تاج دکھاؤ۔“

وہ ناپٹنے لگا۔ ناپٹنے ناپٹنے ماؤرا کے قریب آتے ہوئے بولا۔ ”میں بہت خوش ہوں۔ لوگ تو خوشی سے پاگل ہو جاتے ہیں۔ میں بھی پاگل ہو کر اپنے سیمیا کو پیار کر رہا ہوں۔“

یہ کہتے ہی اس نے ماؤرا کو دو بوج کر اپنے ہونٹوں سے

اس کے لبوں پر مہر لگا دی۔ پورا مجمع تالیاں بجانے لگا۔ دلچسپ افراد کہنے لگے۔ ”اس سے زیادہ دلچسپ اور زبردست تماشا کوئی نہیں ہو سکتا۔“

وہ ترپ رہی تھی۔ اس کی فولادی گرفت سے نکلنے کی ناکام کوششیں کر رہی تھی اور غمناک ہو رہی تھی پھر اس نے خود ہی اسے چھوڑ دیا۔ وہ ہانپنے لگی۔ گہری گہری سانس لیتے ہوئے اسے یوں دیکھنے لگی جیسے سرچھارہ ہا ہوار ڈمکا کر اسے میاد کے بازوؤں میں گرنے والی ہو مگر وہ دماغی توانائی کو کام میں لاتے ہوئے سنبھل رہی تھی۔ عقل سمجھا رہی تھی کہ اس سے دور ہو جانا چاہیے ورنہ پھر کچھ ہو جائے گا تو اپنے لیے کچھ نہیں کر پائے گی۔

وہ ایک دم سے پلٹ کر اپنا بیگ اٹھا کر وہاں سے جانے لگی۔ ان لمحات میں خیال خوانی بھول گئی تھی۔ دل کی دھڑکنیں بے حال ہو رہی تھیں۔ جذبے کچھ عجیب سی زبان میں بول رہے تھے۔ جنہیں وہ سمجھتے ہوئے بھی سمجھنے سے انکار کر رہی تھی۔ خدی بن کر سوچ رہی تھی۔ ”دیکھ لوں گی۔ اُسے... اُس کی ساری شوخیاں بھلا دوں گی۔ وہ خود کو بھٹکتا ہے؟ میں ذرا سنبھل جاؤں پھر اس سے نصت لوں گی۔“

لیکن یہ سنبھلنے کی نہیں۔ ڈمگانے کی سنبھلنے کی ضرورت تھی۔ وہ کھڑا کر اپنے بیڈ پر گر پڑی۔ اس وقت اندر کی بات سمجھ میں آئی کہ وہ تو ایسے ہی فولادی جواں مرد آئینڈیل کے لیے سوچتی رہتی تھی۔ اب وہ اچکا ہے تو سمجھلا کیوں رہی ہے؟ اگر اس کا انداز چار ماہ تھا تو عورت جانے انجبالے میں چار حیت سے ہی مغلوب ہوتی ہے اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف جھکتی جا رہی تھی۔ اوپر سے ٹاں... ٹاں کر رہی تھی۔ اندر سے ہاں ہوتی جا رہی تھی۔

اس نے سوچا۔ ”میں بعد میں انتقامی کارروائی کروں گی۔ پہلے معلوم کروں وہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کیا کرتا ہے؟“

اس کے اندر سے ایک ہائے نفی۔ ”ہائے...! کیسے عجیب انداز سے آیا ہے؟ میں سنا نہیں ہونا جانتی تھی مگر یوں لگتا ہے جیسے وہ ادھر ادھر سے مجھے جکڑتا جا رہا ہے۔“

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے اندر گئی۔ وہ ماسٹری ریت پر بیٹھا سمندر کی آتی جاتی جاتی لہروں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر چکا تھا مگر انجبالے بنا ہوا تھا۔ ماؤرا کی مرضی کے مطابق سوچ کے ذریعے کہہ رہا تھا۔ ”میرا نام پورس ہے۔ میں فرہاد علی تیور کا بیٹا ہوں۔“

ماؤرا کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ ہڑبڑا کر آ

میں نے کہا۔ ”تمہاری کھوپڑی میں یہ بات نہیں آئی کہ ان بہنوں کی تصویریں ان کے رشتے داروں کے پاس ہوں گی اور میں کسی تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر ان کے اندر پہنچ جاؤں گا۔ اس طرح ان عورتوں کے اندر وہ کر تمہاری شررگ تک پہنچا رہوں گا۔“

وہ میری باتیں سن کر چپ رہا۔ شاید بچپن کا تھا پھر بولا۔ ”بے شک، ہم پر عورتوں کا ایسا نشہ طاری تھا کہ خیال خوانی کا یہ اہم پہلو ہمارے ذہن سے نکل گیا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری خفیہ پناہ گاہ میں جاسکو گے؟“

”یہی سوال تم سے کرتا ہوں۔ کیا چھپنے کے لیے اس زیر زمین رہائش گاہ میں جاسکو گے؟“

”میں نادان بچہ نہیں ہوں۔ یہ خوب سمجھتا ہوں، تم نے میرے ساتھیوں کو مل کرنے سے پہلے ان کے چور خیالات پڑھے ہوں گے۔ زیر زمین اڈے کی تفصیلات معلوم کی ہوں گی۔ ان کے بیک میں جو ریوٹ کنٹرولر تھا۔ وہ اب تمہارے پاس ہوگا۔ میں وہاں جاؤں گا تو تم ایک دھماکے سے میرے ساتھ اس پناہ گاہ کو نیست و نابود کر دو گے۔“

”اور میں وہاں جاؤں گا تو تم بھی یہی کر دو گے؟“

”بے شک، میں اپنی آخری سانس تک تمہیں ان غیر معمولی مشینوں کے قریب پہنچنے نہیں دوں گا۔“

”اس خفیہ پناہ گاہ کے چاروں طرف کئی کلو میٹر دور تک میرے جاسوس تمہاری تاک میں رہیں گے۔ تم ادھر جاسکو گے۔ ذریعہ کنٹرولر کو استعمال کر سکو گے۔“

اس نے کہا۔ ”میں تمہاری اس بات کا جواب آدھے گھنٹے بعد دوں گا۔“

میں نے کہا۔ ”ساتھ تم تیز رفتار ہو، میلوں کا فاصلہ منٹوں میں طے کرتے ہو؟“

اس نے جواب نہیں دیا۔ فون بند کر دیا۔ دراصل وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ میں نے اس کے مقتول ساتھیوں کا ریوٹ کنٹرولر اپنے پاس رکھا ہے یا نہیں؟ میں اس کا استعمال جانتا ہوں یا نہیں؟ جب میری باتوں سے یقین ہو گیا کہ میں بہت کچھ جانتا ہوں تو اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا آسان ہو گیا کہ اپنی خفیہ پناہ گاہ کی مشینوں کو تباہ کر دیا جائے۔ اس کے سامنے یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔ اس زیر زمین

پناہ گاہ کی تباہی کے بعد وہ پھر زمین کے اندر اپنے لیے نئی پناہ گاہ نہیں بنا سکتا تھا کیونکہ ایسی خفیہ جگہ بنانے والی مشینیں سارے سے فلاح سنگ سارے کے ذریعے آتی تھیں پھر واپس چلی جاتی تھیں۔

وہ ٹیلی فنی کے ذریعے اپنے اکابرین سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔ خیال خوانی کی لہریں نقشہ کشی کے باعث ہماری دنیا کی آب و ہوا تک محدود رہتی ہیں۔ اس سے بڑے کسی سارے تک نہیں جاتیں۔ اس لیے وہ نہ خانے میں ٹکڑے کھین مشین کے ذریعے اپنے اکابرین سے باتیں کیا کرتا تھا اور اب وہ مسلسل ختم ہو رہا تھا۔ وہ تمام مشینوں اور اس خفیہ اڈے کو تباہ کرنے جا رہا تھا۔

وہ دونوں ہیروں کو جوڑ کر ٹیکس بھجواتے ہی ہندو کی کوئی کی طرح خفیہ پناہ گاہ کی سمت جانے لگا۔ یہ یقین تھا کہ ایٹورار ا ابھی تکیں معروف ہے۔ جب اسے اس کی گھسٹ خوردگی اور بد حالی کا پتا چلے گا تو وہ فلاح سنگ سارے کی پاتو اسے واپس بلائے گا یا پھر زمین کی تہ میں اس کی دوسری رہائش گاہ بنادے گا۔

وہ جہاں تھا۔ وہاں سے میں منٹ کے اندر اپنے نازک تک پہنچ گیا۔ وہیں رک گیا۔ زیر زمین پناہ گاہ اس سے دو کلو میٹر کے فاصلے پر تھی۔ اس نے دیر نہیں کی۔ ریوٹ کنٹرولر کو آپرٹ کیا تو جیم زدن میں دو کلو میٹر دور ایک زیر دست دھماکا ہوا۔ وہاں کی زمین پھٹ گئی۔ ریت و دھوئیں کی طرح اُڑتی ہوئی آسمان کی بلندیوں کی سمت جانے لگی۔ اس علاقے میں جیسے ریت کا طوفان آ گیا تھا۔ وہ پلٹ کر دونوں ہیروں کو جوڑ کر تیر کی طرح سنسنا تا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

پھر آدھے گھنٹے بعد فون پر مجھ سے بولا۔ ”سب کچھ تباہ ہو چکا ہے۔ وہاں سے کسی مشین کا ایک پرزہ بھی نہیں ملے گا۔“

میں نے کہا۔ ”یہ تو میں جانتا تھا کہ مشینوں تک پہنچنا چاہوں گا تو تم ریوٹ کنٹرولر کا بشن دبا دو گے۔ میں نے ایسی کوئی غلطی نہیں کی۔ میری پلاننگ کے مطابق تم نے غلطی کی۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر کو تباہ کر دیا۔ اب کہاں چھپو گے؟ جب تک سارے سے مدد نہیں آئے گی، تم کوئی زیر زمین پناہ گاہ نہیں بنا سکو گے۔ اب بھاگو۔ اس زمین کے اوپر چھپتے رہو اور بھاگتے رہو۔ تم مجھے اپنے پیچھے پاؤ گے۔“

اسے چپ لگ گئی۔ میں نے کہا۔ ”اور ہاں، اپنے اکابرین سے کہہ دینا، تمہارے لیے کوئی دوسری زیر زمین پناہ گاہ نہ بنا سکیں کیونکہ ایسی پناہ گاہوں کو تباہ کرنے والا ریوٹ کنٹرولر اب میرے پاس بھی ہے۔ تم اپنے ہی اٹھیا رہے مارے جاؤ گے۔۔۔ چلو بھاگو۔۔۔“

ٹیلی فنی کے فسون کلر فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیں

میں کے بارے میں کچھ بھی نہیں ہے۔" راجہ مرزا
 بہت افسوس منانے لگا۔ "میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔"
 وہ ان کو اپنے کے سامنے (دراپے) لے کر "میری
 بیکارگی" کے بارے میں بات کرنے لگا۔
 "وہاں ایک اور بات ہے جو مجھے اچھا لگتا ہے۔ مجھے
 مرزا سے، جو وہاں مقیم ہیں، یہ بات کہہ دیجئے۔ میرے
 بھائی کی بیکارگی کے بارے میں وہ باتیں سن رہا ہے۔
 وہ ان تمام باتوں سے بے چارے ہو کر رہ گیا ہے۔" راجہ
 مرزا نے کہا۔ "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"

راجہ مرزا نے کہا کہ وہ اپنے کسی بھائی کے بارے میں
 اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات کر رہا ہے۔
 "میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ بات
 کی ہے۔ یہ سب باتیں اس طرح کی ہیں کہ وہ اس کے
 سامنے نہ آسکے۔"



[illegible][illegible][illegible][illegible]

میچ کی آنکھ چوٹی ختم ہو گئی۔ ٹنا ایک مہلتے ہوئے کمرے میں تھی۔ یہ اطلاع اسے بے چین کر رہی تھی کہ جو جو اس شہر میں ہے۔ وہ سوچ رہی تھی۔ اس دشمن کو ڈھونڈ کر کسی طرح جہنم میں پہنچاؤں گی تو اپنے فراہ کی عبت کا قرض ادا کر سکوں گی مگر اسے کہاں ڈھونڈوں؟ وہ کہاں چھپا ہوگا؟“

پھر فوراً یاد آیا کہ سیارے کے باشندے ہوں پرست ہوتے ہیں۔ وہ ضرور غورقوں کے جھیلے میں حسینوں کے میلوں میں کہیں ہوگا۔ اسے ایسی ہی کسی جگہ ڈھونڈنا ہوگا۔ وہ ہوٹل کے کمرے سے نکلنے کے لیے لباس بدلنے لگی۔

ایک سوال پیدا ہوا کہ وہ جو جو کو کیسے پہچانے گی؟ اس کی صورت عالی اور ایمان علی نے دیکھی ہے مگر یہ اس وقت کی بات ہے جب جو جو اور سیارے کے دیگر اکابرین نے اپنے اپنے چہروں کا آپریشن نہیں کرایا تھا۔ اب ان کا منہ خرگوش کی تھوٹنی جیسا نہیں ہوگا۔ وہ عام انسانوں کی طرح دکھائی دیتے ہوں گے۔

اس نے پھر ایس ایم ایس کے ذریعے مجھے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ”پلیز، مجھے جو جو کی کوئی پہچان بتا دو۔“ میں نے جواباً لکھا۔ ”چہرے کی تھوٹنی والے حصے کو الگ کر کے ہم انسانوں جیسے ہونٹ، ٹھوڑی اور جڑے بنائے گئے ہیں۔ اب جو جو کا چہرہ ہماری طرح ہے۔ بس ذرا سافرق ہے۔ ناک اور ہونٹوں کا درمیانی حصہ ذرا چوڑا ہے۔ دیکھنے میں عجیب سا لگتا ہے مگر ہم سے الگ نہیں لگتا۔“

اس نے پوچھا۔ ”کوئی اور پہچان ہے؟“

میں نے لکھا۔ ”ہاں، پورے چہرے پر پلاسٹک سرجری ہوئی ہے لہذا پلاسٹک کی جلد سے واڑھی موچیں نہیں آتی ہیں۔ جینن اور متبع کے باشندوں کی طرح اس کا چہرہ چمکا سا ہوگا۔“

”ٹھیک یو مسٹر انفارمر...! جلد ہی ہماری ملاقات ہوگی۔“

میں نے جواب نہیں دیا۔ اسے پورا یقین تھا کہ میں ہی انفارمر بن کر اس سے بولتا رہتا ہوں۔ اس نے ہوئی سے ایک ریخندہ کار حاصل کی پھر شہر کے مختلف علاقوں اور گلیوں کو چوں سے گزرنے لگی۔

وہ بابا صاحب کے ادارے سے نکلنے وقت کوٹلی بن گئی تھی۔ کسی کے دماغ میں پہنچ کر سوچ کے ذریعے بھی نہیں بولتی تھی۔ یہ اندیشہ تھا کہ ٹریک مشین اس کی آواز اور لب و لہجہ کو سمجھ کر لے گی پھر اس کی لائف ہسٹری بھی اس مشین میں محفوظ ہو جائے گی۔ اب عارضی طور پر ہی کسی یہ اندیشہ تم ہو

چکا تھا۔ وہ جو جو کو ڈھونڈنے کے سلسلے میں کسی نہ کسی سے کچھ پوچھ لیتی تھی۔

ویسے وہ زیادہ تر خیال خوانی کے ذریعے دوسروں کے اندر پہنچ کر اپنا کام کر رہی تھی۔ رات کے وقت جہاں جہاں عورتوں کا میلہ لگا رہتا ہے وہاں جا رہی تھی۔ بازار حسن میں جسم فردشی کے اڈوں میں اور نائٹ کلبز میں پہنچ رہی تھی۔ آخر کار آدھی رات کے قریب پناہابی کے کونٹے پر پہنچ گئی۔

انوشے نے پیش کوئی کی تھی کہ دوسری رات جو جو اسی کونٹے پر ملے گا۔ ٹنا ایک رات پہلے ہی وہاں پہنچ گئی تھی۔ پناہابی کو خبر پہنچی کہ ایک حسین و جمیل عورت بہت مہنگی گاڑی میں آئی ہے اور میزبیاں چڑھتی ہوئی اسی کونٹے پر آ رہی ہے۔ وہ اس کے استقبال کے لیے دروازے پر آگئی۔ ٹنا کی ہلائیں لیٹے ہوئے بولی۔ ”میں صدمے... میں داری... ہم نے ساری جوانی یہاں مردگا بکوں کو آتے دیکھا ہے۔ جندگانی میں پہلی بار ایک عورت درد رہے پر آئی ہے۔ آؤ... پدھارو...“

ٹنا نے ایک کانڈا سے دیا۔ وہ اس کانڈا کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولی۔ ”ای کا ہے؟“

ٹنا نے اشارے سے سمجھایا کہ اس کانڈا پر جو لکھا ہے وہ اسے پڑھے۔ پناہابی اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ”کام بول نہیں سکتیں؟“

اس نے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ وہ گونگی ہے۔ بول نہیں سکتی۔ پناہابی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تم بول نہیں سکتیں اور ہم پڑھ نہیں سکتے۔ پر ممکنہ نہ کرو۔ ہماری بھانجی شلیا ہے نا... ہماری بہن نے اسے دس برس تک پڑھائی ہیں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہ یہاں آئی ہوئی ہے۔ ہم انہی اسے بلاتے ہیں۔ وہ پڑھ لے گی۔“

پھر اس نے اندرونی کمروں کی طرف منہ کر کے بلند آواز میں کہا۔ ”شلیا! اداری او شلیا...! ادھر آ۔“

ٹھوڑی دیر بعد ہی ایک نازک اندام سی لڑکی اپنے سسے قدموں سے چلتی ہوئی ان کے پاس آگئی۔ پناہابی نے وہ کانڈا اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”جبراً اسے پڑھ کے سنا۔“ وہ بلند آواز میں پڑھنے لگی۔ اس میں لکھا تھا۔ ”میں گونگی ہوں۔ بول نہیں سکتی تھی۔ میرا بپتی مجھے جمود کر کسی کونٹے میں رہتا ہے۔ میں روٹنے ہوئے کو مٹا کر لے جانا چاہتی ہوں۔ کیا وہ یہاں آیا ہے؟“

پناہابی نے یہ سن کر گہری سانس لیتے ہوئے بڑے دکھ

میرے لئے وہ تمام چیزیں معمولی جتنی ہیں جو کہ میرے لئے عام ہیں۔
وہاں کے لوگ تو مجھ سے زیادہ ہی معمولی ہیں اور وہ مجھ سے بھی کم عمری

دوسرے کمرے میں (ایئر کنڈیشنر سے) ٹی وی

میں نے ان کے ساتھ اپنی ساری زندگی بسر کی۔ ان کے ساتھ میری زندگی بھر کی ساری باتیں ہوئی۔ ان کے ساتھ میری زندگی بھر کی ساری باتیں ہوئی۔

[illegible]

[illegible][illegible][illegible][illegible]

کے سجے ہوتے ہیں اور یہاں ٹیک نیتی سے آتے ہیں! میں انہیں دکھائی دیتا ہوں۔ یہ بات راہبہ تم سے کہہ چکی ہے۔“ وہ بولا۔ ”محترم قادر! میں یہاں ٹیک نیتی سے آیا ہوں۔“

وہی آواز سنائی دی۔ ”تم سچے نہیں ہو۔ کھلا جھوٹ بول رہے ہو۔ راہبہ پر تمہاری نیت خراب ہوگئی ہے۔ جاؤ۔۔۔ پہلے دل و دماغ کو تمام غلطیوں سے پاک کرو پھر آؤ۔“ وہ کچھ بولنا چاہتا تھا مگر اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اسے دروازے کی طرف دھکیل رہا ہے۔ وہ بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا حجرے سے باہر آگیا۔ اسے شدت سے اپنی توہین کا احساس ہو رہا تھا۔ سچ سچ یہی لگ رہا تھا کہ اسے دھکا دے کر حجرے سے باہر کیا گیا ہے۔

وہ بڑبڑاتا ہوا دہاں سے جانے لگا۔ ”یہ میری افسلیت ہے۔ کوئی مجھے ہاتھ لگانے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا اور یہاں مجھے دھکے دیے گئے ہیں۔“

وہ سوچنے لگا۔ ”مگر دھکے دینے والے ہاتھ دکھائی نہیں دیے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود نظر نہیں آئے۔ یہ زمین پر روحانیت کا پرچار کرنے والے بڑے ہی با کمال ہوتے ہیں۔ ایسے سکالات دکھاتے ہیں کہ محض دنگ رہ جاتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا ہو رہا ہے؟ اور کیسے ہو رہا ہے؟“

وہ اپنے عظیم ایٹھورار کے متعلق سوچنے لگا۔ بائوراما میں اس سے اوپر اس سے بڑا ایٹھورار تھا۔ وہ بھی قادر جوزف کی طرح با کمال تھا۔ سامنے آکر یوں تھا مگر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ روحانیت کے ذریعے نہیں ایک مشین کے ذریعے ایسا کرتا تھا۔ اس مشین کو اس طرح آپریٹ کرتا تھا کہ ہلکے چپکے ہی ناویہ ہو جاتا تھا۔ موجود ہوتے ہوئے بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

وہ مشین مسلسل بیس گھنٹے تک آن رہتی تھی پھر بند ہو جاتی تھی۔ اس کے بند ہوتے ہی عظیم ایٹھورار انفر آئے گئے تھا۔ وہ بارہ ناویہ ہونے کے لیے وہ مشین پھر سے آپریٹ کی جاتی تھی۔

وہ حجرے سے نکلنے کے بعد اپنی رہائش گاہ میں آگیا۔ اسے قادر جوزف پر غصہ آ رہا تھا مگر وہ غائب نہیں کر رہا تھا۔ اسے اس آدمی کا حال سے دشمنی نہیں کرنی تھی۔ اسے دوست بنانے کے لیے صبر کرنا لازمی تھا۔ یہ کہادت اچھی طرح یاد تھی کہ پانی میں رہ کر کمر جھ سے پیر نہیں کرنا چاہیے لہذا وہ زمین پر رو کر آتا تھکتی جانے والوں سے مخالفت مول نہیں لے سکتا تھا۔

اس سلسلے میں دشواری پیش آرہی تھی۔ اس دنیا میں اس کی ملاقات سب سے پہلے جوگی مہاراج سے ہوئی تھی۔ وہ بھی آتما چکٹی رکھتے تھے لیکن انہوں نے ایسی باتیں کی تھیں جو ایٹھورار کے حراج اور مقاصد کے خلاف تھیں لہذا اس نے جوگی مہاراج کو قتل کر دیا تھا۔ اب دوسرے روحانیت کے حامل قادر جوزف سے ملاقات ہوئی تھی مگر ادھوری۔۔۔ کیونکہ وہ ملے تھے لیکن دکھائی نہیں دیے تھے۔ ان کا رویہ ایٹھورار کو مشتعل کر رہا تھا۔ وہ آرام سے سوچنے لگا تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ واقعی اس سے غلطی ہوئی تھی۔ اس نے راہبہ کو بری نیت سے دیکھا تھا۔ قادر سے بھی جھوٹ بول رہا تھا۔ اسی لیے اپنے اعمال کے باعث دھکا رہا گیا تھا۔ اس نے یہ ارادہ کیا کہ جب تک قادر کو اپنا دوست اور مددگار نہیں بنائے گا تب تک کسی عورت کو بری نظر سے نہیں دیکھے گا۔ کسی سے جھوٹ نہیں بولے گا۔ اسی طرح قادر کا اعتماد حاصل کر سکے گا۔

تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازہ کھولا تو آنکھیں روشن اور دل باغ باغ ہو گیا۔ لگا ہوں کہ سامنے ایک خوبصورت لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ بڑی ادا سے مل کھاتے ہوئے بولی۔ ”ہائے! میں مالک مکان کی بیٹی ہوں۔ تمہاری ضرورت پوری کرنے آئی ہوں۔“

اس نے خوش ہو کر پوچھا۔ ”میری ضرورت پوری کرنے...؟“

ایسے وقت اس کے اندر یہ سوچ پیدا ہوئی۔ ”ابھی میں نے عہد کیا ہے کہ یہاں کسی کو بری نظر سے نہیں دیکھوں گا۔“ وہ اپنی سوچ کے خلاف بولا۔ ”میں اسے چھانسنے نہیں گیا۔ یہ مجھے چھانسنے آئی ہے۔ اگر پکا ہوا پھل خود ہی درخت سے ٹوٹ کر چھوٹی میں آئے تو وہ اوپر والے کی دین ہوئی ہے۔“

اس کی پہلی مثبت سوچ نے کہا۔ ”اوپر والا دے رہا ہے تو اسے بہن بنی بھی بنایا جاسکتا ہے۔ اس طرح قادر جوزف خوش ہو جائیں گے۔“

اس کی حق سوچ نے کہا۔ ”قادر جوزف یہاں دیکھنے نہیں آ رہے ہیں اور میں ان کی کسی راہبہ پر نیت خراب نہیں کر رہا ہوں۔“

وہ بولی۔ ”ہائے... کس سوچ میں پڑ گئے؟ اندر آنے کو نہیں کہو گے؟“

وہ جلدی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے بولا۔ ”ہاں، ہاں، آؤ۔ اندر آ جاؤ۔“

[illegible][illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible][illegible][illegible]

دوڑتے ہوئے جاؤ اور سامنے والی دیوار سے ٹکراؤ پھر وہاں سے دوڑتے ہوئے جا کر دوسری دیوار سے ٹکرا جاؤ۔

وہ اسی لمحے میں دوڑتا ہوا سامنے والی دیوار سے ٹکرایا تو حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ الٹ کر فرش پر گر پڑا پھر کراہتے ہوئے اٹھنے لگا۔ اس کے حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ وہ دوڑتا ہوا جا کر دوسری دیوار سے ٹکرا گیا۔ وہم کی آواز سے یوں لگا جیسے سر پھٹ گیا ہو۔ وہ فرش پر گرا تو پھر اٹھ نہ سکا۔ بے ہوش ہو گیا۔

سب ہی عورتیں شدید حیرانی سے منہ کھولے کھڑی تھیں۔ انہوں نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا دیے۔ صنم ہائی نے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ ”اے بیٹی! تم کون ہو؟ مجھے معاف کر دو۔“

وہ ڈانٹ کر بولی۔ ”خبردار! مجھے بیٹی نہ کہنا۔ تمہاری جیسی گناہگار عورت کسی کی ماں نہیں ہو سکتی۔ معافی چاہتی ہو تو یہ دھندلہ بند کر دو۔ ان چاروں عورتوں کو پانچ پانچ لاکھ روپے دے کر یہاں سے جانے دو۔“

وہ گڑگڑانے لگی۔ ”ایسا حکم نہ دو۔ میں نکال ہو جاؤں گی۔“

وہ بد معاش جو ذہنی زلزلے کا جھٹکا کھا کر فرش پر گرا تھا۔ اب اٹھ کر بیٹھ رہا تھا۔ اس نے داسودر کی مرضی کے مطابق نائیکہ کو ایک ٹھانچہ مار تے ہوئے کہا۔ ”یہ بھی دیوی جی حکم دے رہی ہیں۔ فوراً عمل کر دو۔ میں تمہیں ٹھانچے مار رہا ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔“

اس نے پھر ٹھانچہ رسید کرتے ہوئے کہا۔ ”یہ دیوی جی چلی جائیں گی تو میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ تم مارے سچا چاہتی ہو تو فوراً حکم کی تعمیل کر دو۔“

صنم ہائی جلدی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔ ”تم سب آؤ۔ میں ابھی مطلوبہ رقم دیتی ہوں۔“ اس نے اپنے کمرے میں آ کر ایک تجوری کو کھول کر چاروں عورتوں کو بیس لاکھ روپے دیے۔ انوشے نے ان عورتوں سے کہا۔ ”تمہارے پاس سونے کے چنے دیورات ہیں اور جو ضروری چیزیں یہاں ہیں وہ سب لے جاؤ۔“

پھر اس نے صنم ہائی سے کہا۔ ”میں جا رہی ہوں۔ یاد رکھو! اگر ان چار عورتوں کے پیچھے تم نے اپنے غنڈے لگائے تو سبکو موت تمہارے پیچھے پڑ جائے گی۔“

صنم ہائی نے انگار میں سر ہٹا کر اپنے کان پکڑے۔ وہ عورتیں انوشے کے آگے عقیدت سے جھک کر اس کے پیروں کو چھونا چاہتی تھیں۔ اس نے ایسا کرنے سے انہیں روک

کہا۔ ”بیٹی ہو۔ بچوں جیسی ہی باتیں کر دو گی۔ اب جاؤ اور اچھے بچوں کی طرح اپنے کمرے میں رہو۔“

وہ پلٹ کر جاتے ہوئے بولی۔ ”میں تو یہاں سے جا رہی ہوں۔“

ہائی نے اسے غصے سے دیکھا پھر ایک غنڈے کو حکم دیا۔ ”اسے پکڑو اور اٹھا کر کمرے میں پیچک آؤ۔“

ایک غنڈہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ انوشے نے سوچ کے زور لیے کہا۔ ”دوست...! یہ مجھے پکڑنے آرہا ہے۔“

داسودر نے کہا۔ ”فکر نہ کرو۔ پلٹ کر اسے دیکھو۔“ اس نے پلٹ کر غنڈے کو گھورتے ہوئے دیکھا تو وہ جینیں مارتا ہوا اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ دماغی تکلیف کے باعث ایسے تڑپنے لگا جیسے جان نکل رہی ہو۔ سب ہی عورتیں حیرانی سے یہ تماشا دیکھنے لگیں۔ اس لڑکی نے ہاتھ لگائے بغیر اس مسئلے کو اٹھا کر کھینچ دیا تھا۔ صنم ہائی بھی حیران پریشان سی ہو کر اس کے پاس آتے ہوئے پوچھنے لگی۔ ”کنکھو...! یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟“

انوشے نے کہا۔ ”اس سے کیا پوچھتی ہو مجھ سے پوچھو...! یہ مجھے جھوٹا چاہتا تھا۔ میں نے اسے سزا دی ہے۔ اب تمہیں سزا ملے گی۔“

اس نے دوسرے غنڈے کو حکم دیا۔ ”اے...! اپنی صنم ہائی کو ایک پھنچر مارو۔“

یہ حکم سننے ہی اس غنڈے نے نائیکہ کے قریب آ کر اسے ایک زوردار پھنچر رسید کیا۔ اس بار تو سب ہی دنگ رہ گئے۔ یہ یقین ہوئے لگا کہ وہ بیٹی جادو منتر جانتی ہے۔ پھنچر مارنے والے نے پریشان ہو کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ ”یہ... یہ میں نے کیا کیا...؟ ہائی جی! مجھے معاف کر دو۔“

یہ کہہ کر اس نے آگے بڑھتے ہوئے دوسرا پھنچر رسید کر دیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی اپنی شاہانہ کرسی کے پاس آ کر گر پڑی۔ انوشے نے بچوں کی طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔ ”ویلیڈن۔ ویلیڈن۔ بڑا مزہ آرہا ہے۔ دوست...! تم تو زبردست کمال دکھا رہے ہو۔“

داسودر نے کہا۔ ”سب کے سامنے مجھے دوست کہہ کر مخاطب نہ کرو۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم ٹیلی پتھی جانتی ہو۔ ان کے لیے خطرناک ہو۔ اس طرح سب تم سے خوف کھاتے رہیں گے۔“

وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ ”ہائے۔ میں بھول گئی تھی۔ اب یہ غلطی نہیں ہوگی۔“

پھر اس نے اس غنڈے کو حکم دیا۔ ”اے! اب تم

وہاں ان کا رونا دھونا دیکھ کر مجھے بھی آنسو آئے۔ میں نے ان کی ہاتھیں پکڑیں اور کہا کہ تم لوگ اب اس بات کو بھول جاؤ کہ تم لوگ کبھی بھی اس جگہ پر نہیں آؤ گے۔ اس کے بعد ان کو اپنے گھر پر لے گیا اور ان کو اپنے گھر پر لے گیا۔ ان کو اپنے گھر پر لے گیا۔ ان کو اپنے گھر پر لے گیا۔

ہوئی ہے۔ اس کی ساری ساری معلومات کو لکھا گیا ہے۔ یہ کہ
 وہی ہے جس کی وجہ سے ہمارے دل پر ایک سچا اور
 سچا اثر پڑتا ہے۔ ہمارے دل پر ایک سچا اور سچا اثر پڑتا ہے۔

وہاں سے اگلے دن کو انھیں ایک اور شہر میں پہنچا کر رکھ دیا۔
اسلام آباد کے ایک چارواکی کا گھر بھی یہاں تھا۔
میں نے اسے خود سے ساتھ لے کر وہاں خود اپنی کئی بیویاں کے
ساتھ لے کر پہنچا دیا۔ وہاں سے ان کے ایک ایک گھر لے جانے

میں نے کہا: اچھا کیا یہ دعا پڑھائی، میں دیکھتا ہوں کہ وہ دعا
 کے بعد وہاں سے جاتا ہے اور وہاں سے جاتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ وہ کوئی فقیر، سولہ چلنے کے لیے سڑک پر جا رہا تھا۔
 کوئی پوچھا؟
 مجھے اپنے دو نہیں تھے مگر دینی چوٹی کی اہل کوئی کراڑا
 ضرور ہی تھا، میں نے گناہ نہیں کیا تھا، ان کے پاس سے گزر رہا تھا۔

یہ سچا ہے۔ کہانی کے مابین ان کے ریل کا لپٹا ہوا ہاتھ
 کھڑا ہے۔
 "تو نے کب یہی سوچا ہے۔" "میں نے کہانی کے اندر چلتے

”یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زبان سے جو کچھ نکل رہا ہے، اسے دیکھ کر ہر آدمی کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا یہ سچ ہے؟“

فریضہ نماز کے لئے ہر نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔ اگر نماز میں کوتاہی ہو جائے تو اس کی تلافی کے لئے دو رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔ اگر نماز میں کوتاہی ہو جائے تو اس کی تلافی کے لئے دو رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔

یہ ہے جو کہ ہم نے کہا تھا۔ یہ وہی ہے جسے ہم نے کہا تھا۔

[illegible]

میں نے یہ سب کچھ لکھنے کے لیے اس کتاب کا پورا حوصلہ استعمال کیا ہے۔ اس کتاب کے لیے میں نے اپنی تمام تر معلومات اور محنت کا استعمال کیا ہے۔

اور خدائے عز و جل کی طرف سے ان کے لئے جو اجر ہے وہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر ان کے دل میں ہلچل مچ گئی۔ ان کے دل میں ایک عجیب سی بات ابھرنی لگی۔ ان کے دل میں ایک عجیب سی بات ابھرنی لگی۔

01/01/2014

تھانے اس لیے میں کھڑکی کے دروازے پر ہلکا سا
میں کی مرضی کے مطابق طور پر سے ہو۔" سمیری کہی
پہلے جیسا ہے تو میں کھڑکی کے دروازے پر کھڑکی سے
اُس نے کہا۔ "کھڑکی پر چلی آئی کھڑکی پر کھڑکی سے
کھڑکی پر۔"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ اس کے تجربے کر کے دیکھو گی۔"

"نہی میں اس کو جانتی ہوں، یہ توئی پر عمل پیرا نہیں کرتا۔"

میں آگیا کر رہا ہوا اور مجھے ان کے ساتھ ساتھ لے گیا۔

کھانسی نے فوراً ہی سہجہ قسم کر لیا۔ ٹاٹا کھڑی تھی کہ
اساتر والے بار کے اندر نکلا گیا اور وہ بھی دوسری گاڑی
بار آگئے۔ کمبل اساتر سے نکلنے کے بعد اب اس کی



”کیونکہ ہم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر ہم نے کسی کو سزا دی تو اس کے ساتھ ساتھ اس کے گناہوں کو بھی مٹا دیں گے۔“

[illegible][illegible]

اور پھر اس قدر مصیبتیں آئیں کہ جہاں میں سے کچھ بچے بچے
 بھرنے کی بجائے کھانے کی گئی۔ جو نے سب کچھ کتاب کے ساتھ
 ہڈی کی گئی۔ ایک سو دو سو تین سو چار سو پانچ سو کے ساتھ
 ہڈی اس کے ساتھ ہڈی کے ساتھ ہڈی کے ساتھ ہڈی کے ساتھ
 ہڈی کے ساتھ ہڈی کے ساتھ ہڈی کے ساتھ ہڈی کے ساتھ ہڈی کے ساتھ

[illegible]

۱۱۔ اگرچہ ہر آدمی کی زبان میں سنا جاتا ہے کہ کون کون سے
لوگ اقلیت ہیں مگر ان کے قلوب سے کہہ دیا جائے تو وہ سچے سچے
انگلی پکڑ کر کہاں کہاں سے روٹے کھڑے ہیں جیسے کہ ان کے
دعا پکڑ کر کہاں کہاں سے روٹے کھڑے ہیں جیسے کہ ان کے
انہی غرضوں سے ملنے والے ایک قریبی کتب میں دیکھیں
وہ کہیں ایسی کوئی چیز نہیں ملے گی جس طرح ان کی ضروریات
میں متعلقہ ہیں ان کی جاننے والے ان کے پاس سے
ان کے لیے ان کے احوال ہیں۔

ہم نے ہر طرف سے اس کی طرف توجہ کر لی۔ کیا تمہیں پتا
ہے کہ اس شخص نے کیا کیا ہے؟

”میں نے اپنے تمام حلقہ کی خدمت میں دعا کی کہ وہ اس معاملہ کو جلد حل کر لیں۔
 لیکن وہ نہیں کر سکیں۔ اس لیے میرا خیال تھا کہ میں خود اس مسئلہ کو حل کر دوں۔
 لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی۔“

وہ کہتے ہیں کہ ”جس وقت میں نے اس مسئلہ کو حل کر دیا، اس وقت میں نے
 اپنے لیے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ اس لیے میں نے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔
 لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی۔“

وہ کہتے ہیں کہ ”جس وقت میں نے اس مسئلہ کو حل کر دیا، اس وقت میں نے
 اپنے لیے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ اس لیے میں نے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔
 لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی۔“

[illegible]

اس نے کہا: "میں اس پر چپے کاٹا، مائیں حسی نہیں

”میں نے یہی سوچا تھا کہ یہ آکر ہے کہ تم میرے
 بچے کو دے دو گے۔“
 وہ اس کی طرف جھک کر کہنے لگیں: ”کیا میں
 تمہاری سہیلی بن سکتی ہوں؟“
 ”جی ہاں، جی ہاں۔“

وہاں کے سچے پادری اسے صاف کر کے "فریڈم فائر" کی گولیوں کی طرح پھینک دیا۔

Journal of Management Education 32(1)

میں نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔
 اس نے کہا کہ اسے اس کے بارے میں پتہ نہیں تھا۔
 اس نے کہا کہ اسے اس کے بارے میں پتہ نہیں تھا۔

وہی کہتا ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بے حد غصہ ہو گیا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو یہ سب کچھ بتا دیا ہے۔ اب تم خود اپنے آپ کو سمجھاؤ۔"

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

۱۰۰۰ کے متکرمات کے لئے چار نظریوں سے چن کر
 ایک سے لے کر تین تک کتابیں لیں اور پتے ۱۰ کے
 پتے کی بنیاد پر ۱۰۰ کے پتے کی بنیاد پر ۱۰۰ کے
 پتے کی بنیاد پر ۱۰۰ کے پتے کی بنیاد پر ۱۰۰ کے
 پتے کی بنیاد پر ۱۰۰ کے پتے کی بنیاد پر ۱۰۰ کے

وہ چوڑی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔ "کیا انہی کو کہہ ہے؟"
"کیا انہی کو کہہ ہے کہ وہ ایک گھوڑے کے لئے لڑا کرتے ہیں؟"
"نہیں، کیا انہی کو کہہ ہے کہ وہ ایک گھوڑے کے لئے لڑا کرتے ہیں؟"
"اے اگے بڑی تر سرگیاں، وہی کسی چاند نے تمہارے
سے کہا ہے۔"

"میں نے اسے دیکھا تھا۔" "میں نے اسے دیکھا تھا۔"
 "میں نے اسے دیکھا تھا۔" "میں نے اسے دیکھا تھا۔"
 "میں نے اسے دیکھا تھا۔" "میں نے اسے دیکھا تھا۔"
 "میں نے اسے دیکھا تھا۔" "میں نے اسے دیکھا تھا۔"

اس وقت تک کہ وہ اس کے لیے تیار ہو جائے۔

میں نے کہا کہ "اپنی محنت کو دوسرے کے حوالے نہ کرنا"۔

”تو شہاب! تمہا نے ہاتھ لگا رکھے ہیں۔“
 ”اے! مجھے یہ یاد ہے کہ وہ۔۔۔“ شہاب نے کہا۔

دوسرے حکماء کہہ کر حیرت زدہ رہے۔ مگر تو ان کی طرف سے بھی
 ہوتا کہ اس طرح ان کو دیکھ کر یہاں سے جھوٹا ہو جاتا ہے۔

ہر شخص کو اپنی زندگی میں ایک بار ایسی بات کہنی چاہیے جو اس کی زندگی بدل دے۔

اور ان کی کئی بڑی جہازیں بھی تھیں۔ ان کے پاس
میں نے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے۔ ان کے پاس
میں نے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے۔ ان کے پاس

جنگ بھڑائی افسانہ کردی ہے۔ عجب ایک فریب انگیزی ہے۔

۱۶۶۳ء کے ۲۵۰۰۰ چمقے اور ان کے
چاندی کے ٹکڑے تھے۔
۱۶۶۴ء میں ان کے ۱۰۰۰۰ چمقے اور ان کے
چاندی کے ٹکڑے تھے۔
۱۶۶۵ء میں ان کے ۱۰۰۰۰ چمقے اور ان کے
چاندی کے ٹکڑے تھے۔

یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پوری بات کو سمجھ لیا۔
 اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پوری بات کو سمجھ لیا۔
 انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پوری بات کو سمجھ لیا۔
 انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پوری بات کو سمجھ لیا۔

[illegible][illegible][illegible]

اسلام جو نیکو کام دیکھتے ہیں انھیں کہہ کر پتہ چلے گا کہ وہ کون سا ہے۔
 میں نے اسے اللہ سے کہہ دیا کہ وہ اپنی عقل کی بات کہے۔
 اس نے فرمایا کہ وہ اپنی عقل کی بات کہے اور اسے اسے اس کے

اسے اس دنیا پر حکومت کرنے کا خواب پورا نہیں ہو رہا ہے۔ میں نے پھر بھی تجھے معاف کیا تھا۔ لٹلیوں کی تلانی کے لیے تجھے مہلت دی تھی مگر ٹوکنا ہے۔ میری ہی بیٹی کو کاٹنے آیا ہے۔“

اس نے پھر ملیش میں آکر دوسری بار زلزلہ پیدا کیا۔ جو جو میں اب چپنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔ وہ بری طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کے قلع سے بڑی کرہٹا کر اہیں نکل رہی تھیں پھر وہ ایک دم سے ساکت ہو گیا۔ ایسا لگا جیسے دم نکل گیا ہو لیکن اس میں جان تھی۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

اسے اسپتال پہنچا دیا گیا۔ ماؤرا اور پورس اپنے بچلے میں آگئے۔ پورس نے انجان بن کر اس سے پوچھا۔ ”کیا تم نے اس کے اندر زلزلے پیدا کیے تھے؟“

وہ بے اختیار بولی۔ ”پاپا نے...“

وہ بولتے بولتے رک گئی پھر ذرا سنبھل کر کہنے لگی۔

”ہاں، میں نے اسے سزا دی ہے۔“

اس نے کہا۔ ”ابھی تم اپنے پاپا کے بارے میں کچھ کہتے کہتے رک گئیں۔“

”وہ، میں... ابھی انہیں یاد کر رہی تھی۔ کتنے دنوں سے ان کی خبر بیت معلوم نہیں ہوئی۔“

”پر اہم کیا ہے؟ تم تو آسانی سے ان کے دماغ میں جا سکتی ہو؟“

”ہاں، میں ابھی ان سے باتیں کرتی ہوں۔ تم ذرا خاموش رہو۔“

وہ میگزین اٹھا کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ ”میں چپ رہوں گا۔“

وہ ان باپ، بیٹی اور بیٹے کی حقیقت سے واقف تھا کہ وہ سیارے سے آئے ہیں اور خیال خوانی جانتے ہیں۔ ان کا باپ سیارے کا کوئی بہت بڑا عہدے دار ہے۔ پورس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ باؤرا مانا میں ہو گوان کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ ابھی ہم میں سے بھی کوئی نہیں جانتا تھا۔ مجھے اپنے بیٹے کے متعلق معلوم تھا کہ وہ ایٹور لال کہلانے والے ایک دولت مند کی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ میں رہتا ہے۔

جو اسپتال میں تھا۔ شام تک بے ہوش پڑا رہا۔ اس کے دماغ میں ایسے زلزلے پیدا کیے گئے تھے کہ اسے مرجانا چاہیے تھا مگر ابھی کچھ زندگی باقی تھی۔ جب وہ ہوش میں آیا تو دماغی کمزوری کے باعث یادداشت گم ہو گئی۔ نہ وہ خود کو پہچان رہا تھا نہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اسے کہاں پہنچایا گیا ہے؟ وہ کون ہے؟ اس کے متعلق کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہ معلوم

مخاطب کیا۔ ”پاپا! جلدی آؤ۔ ایک خطرناک ٹیلی ویسی جاننے والا مجھ سے مشتق کرنے اور مجھے فریپ کرنے آیا ہے۔ پلیز، اسے میرے سامنے سے بھاگ دو۔“

ایٹورار نے بیٹی کے دماغ میں آکر کہا۔ ”مجھے اس کی آواز سناؤ۔“

ماؤرا نے جو جو سے کہا۔ ”مسٹر! تم نے اپنا نام نہیں بتایا؟ بڑی دیر سے چپ ہو۔ ایسا لگتا ہے کوئی منتر پڑھ رہے ہو۔“

وہ ذرا اڑکڑ بولا۔ ”تمہارے اندر آکر منتر پڑھوں گا تو تم اپنے حسن و شباب کا تمام خزانہ مجھ پر لانے لگو گی۔“

ایٹورار نے اس کی آواز سننے ہی اسے پہچان لیا۔ غصے سے چپ گیا۔ اس کے اندر آکر بولا۔ ”کتے!...! کہنے!...! ٹو میری بیٹی سے حسن و شباب کی باتیں کر رہا ہے؟ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

وہ گھبرا کر بولا۔ ”اے ایٹورار! یہ... یہ تیری بیٹی ہے...؟ میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ تو دلوں کا بھیدی ہے۔ یہ جان سکتا ہے کہ میں نے جان بوجھ کر یہ غلطی نہیں کی ہے پھر بھی میں تجھ سے...“

وہ آگے نہ بول سکا۔ اچانک اس کے اندر ایک زلزلہ پیدا ہوا۔ وہ جینیں مارتا ہوا اپنی جگہ سے اچھل کر کرسی سمیت فرش پر گر پڑا۔ شدید تکلیف کے باعث پھجلی کی طرح پھڑپھڑانے لگا۔ کلب میں بیٹھے ہوئے افراد دوڑتے ہوئے قریب آنے لگے۔ پوچھنے لگے۔ ”اسے کیا ہوا ہے؟“

پورس نے کہا۔ ”پتا نہیں، شاید اسے کسی قسم کا دورہ پڑتا ہے؟“

وہاں ایک ڈاکٹر بھی تھا۔ وہ اس کا معائنہ کرتے ہوئے بولا۔ ”یہ اچھا صحت مند ہے۔ اسے کوئی بیماری نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے دماغی مریض ہو۔ اسے اسپتال پہنچانا چاہیے۔“

جو کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ ایٹورار اپنی بیٹی کے خلاف کوئی بدتمیزی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ جو جو کو مار ڈالنا چاہتا تھا لیکن یہ جانتا تھا کہ ابھی اس کی موت کا وقت نہیں آیا ہے۔ وہ اسے ہلاک کرنا چاہے گا تب بھی اس کی سانس چلتی رہیں گی۔

یہ جاننے کے باوجود اس نے غصے سے کہا۔ ”مٹو نے اپنی حماقتوں سے ہمارے بہت بڑے منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔ میری تمام غیر معمولی مشینوں کو برباد کر دیا۔ تیری وجہ

نے کبھی نہیں دیکھا۔ صرف اس کی آواز سنی ہے۔

دی گریٹ ایٹورارار نے سیارے والوں سے کہا ہے کہ ابھی جو ایٹورارار ان کے درمیان ہے وہی اپنے گریٹ ایٹورارار کا نمائندہ ہے اور وہ بہت جلد بائورارما کے باشندوں کو ارض دنیا میں لے جائے گا پھر وہ ایسی دنیا پر حکومت کریں گے جہاں رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں، لذت پھل، میوے، چاول، گندم اور طرح طرح کی لذت چیزیں کھانے کو ملتی ہیں۔ ازوداکی زندگی گزارنے اور خوبصورت نسل بڑھانے کے لیے حسین عورتیں حاصل ہوتی ہیں۔

جو جو کے خیالات بڑھ کر اندر کی باتیں معلوم ہو رہی تھیں۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام لیا۔ گھبرا کر بولا۔ ”یہ میرے اندر کون سا سانس لے رہا ہے؟“ وہ لیٹا ہوا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مواد پنا باکی سے کہنے لگا۔ ”وہ شاید... وہ آگیا ہے؟ میرے اندر سے سانسیں نکالنے آیا ہے۔ نہیں، میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنے سیارے میں واپس جانا ہے۔“

میں ہنسنے لگا۔ ہنسنے سے خون بڑھتا ہے مگر اس کا خون خشک ہو رہا تھا۔ میں نے کہا۔ ”تیرا سیارہ پتا کتنی باندی پر ہے؟ تجھے تو اس باندی سے بھی اُد پر جانا ہے۔“ وہ بڑی عاجزی سے بولا۔ ”مشر فر ہا! میں جانتا ہوں یہ تم ہی ہو۔ مجھ سے سمجھو تا کرو۔ میں تمہارا تابع دار بن کر تمہارے بہت کام آتا رہوں گا۔“

میں نے کہا۔ ”تیری تمام غیر معمولی مشینیں تیار ہو چکی ہیں۔ ان مشینوں کے بغیر تو اتنا بے بس ہو گیا ہے کہ اپنے کام نہیں آسکا، میرے کیا کام آئے گا؟“ وہ سمجھ گیا کہ موت لگنے والی نہیں ہے۔ اسے چپ لگ گئی۔ وہ غلامی میں نکلے لگا۔ میں نے کہا۔ ”تیرے ایٹورارار اور دی گریٹ ایٹورارار نے اپنے دو باشندوں کا انجام دیکھ لیا ہے۔ اب انہیں اپنے پاس بلاتا کہ وہ تیرا انجام بھی دیکھ کر یہ سمجھ لیں کہ زمین والے کو ہے کچا ہیں۔ وہ ہمیں آجندہ بھی چبانا چاہیں گے تو ان کے دانت اسی طرح ٹوٹنے رہیں گے۔“

اس نے میری مرضی کے مطابق فون کے ذریعے ایٹورارار سے رابطہ کیا۔ اس نے غصے سے پوچھا۔ ”کتنے! تو ابھی زندہ ہے؟“

وہ بولا۔ ”میں نہیں جانتا“ کیسے زندہ ہوں؟ تو نے تومار ہی ڈالنا تھا لیکن مقدر سے مجھے سانس مل رہی ہیں۔“

”تجھے میرا فون نمبر کیسے معلوم ہوا؟“

”مجھے فراہم دے بتایا ہے۔“

اس نے حیرانی سے پوچھا۔ ”کیا تم کو اس کرتا ہے؟ اسے میرا فون نمبر کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟“

”وہ میرے اور تیرے بارے میں پتا نہیں کیا کچھ جانتا ہے؟ اس وقت بھی وہ ہماری باتیں سن رہا ہے۔“

وہ شدید حیرانی اور پریشانی سے بولا۔ ”کیا وہ تیرے اندر پہنچا ہوا ہے؟“

میں نے کہا۔ ”ہاں، میں اس کے دماغ میں ہوں۔ اپنے سیارے میں اُن داتا اور ہنگاموں کہلانے والے ٹو اپنی اہم قیمتی مشینوں کو تھاق سے نہ بچا سکا۔ زمین پر آنے والے تیرے دو ماتحت مارے گئے۔“

وہ بولا۔ ”مجھے طعنہ نہ دے۔ تو نے میری لاعلمی میں یہ کام کیا ہیں حاصل کی ہیں۔“

”ابھی تو تو نے خبر نہیں ہے۔ تیرا یہ اہم کارندہ مرنے والا ہے۔ ٹو ہنگاموں ہے تو اسے بچالے۔“

وہ بولا۔ ”آج اس کی موت کا وقت مقرر ہے۔ اس لیے میں اسے نہیں بچاؤں گا۔“

”ایٹورارار! کیا یہ بھول گیا ہے؟ تو نے جو جو کے ذریعے میری موت کا وقت مقرر کیا تھا۔ تیری مقرر کردہ موت مجھے نہیں آئی۔ عین وقت پر میرے خدا نے مجھے بچالیا۔ ٹو خدا کی کا دعویٰ کرتا ہے تو ابھی جو جو کو بچا کر لے جا۔ یہ ثابت کر دے کہ تو سیارے والوں کا خدا ہے۔“

”مجھے یہ ثابت کر کے تجھ سے کوئی تمغا حاصل نہیں کرتا ہے۔ اس کم بخت کو تو میں خود ہی مارنا چاہتا تھا۔ اب یہ تیرے ہاتھوں مر رہا ہے تو مر ہی جائے۔ میں فون بند کر رہا ہوں۔“

میں نے کہا۔ ”ایک آخری بات سن لے۔ میری حکمت عملی مجھے یقین دلا رہی ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر تو بھی جو جو کی طرح میرے ہتھکے میں آکر ایسی بے بسی کی موت مرنے والا ہے۔“

یہ کہتے ہی میں جو جو کے اندر مسلسل زلزلے پیدا کرنے لگا۔ دوڑ دوڑ کر پیش کر پیش کر کے لیے ساکت ہو گیا۔

جو ایمان کے بچے اور اعتقاد کے کچے ہوتے ہیں، وہی سمجھتے ہیں کہ روحانیت اور قدرت خداوندی کیا ہوتی ہے؟ جو بھی اچھے برے واقعات پیش آتے ہیں ان کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہوتا ہے۔ میری پوتی نے ایسا ہی ایک مقررہ وقت مجھے بہت پہلے بتا دیا تھا۔

شبلی بیہوشی کے فسون کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

[illegible]

اسی وجہ سے میں نے اپنے لیے ایک کمرہ سے مختار
کمرہ بنایا۔ یہ کمرہ میری اس کتابخانہ میں داخل کرنے کے لیے
میں نے اپنے لیے ایک کمرہ بنایا۔ یہ کمرہ میری اس کتابخانہ میں داخل کرنے کے لیے
میں نے اپنے لیے ایک کمرہ بنایا۔ یہ کمرہ میری اس کتابخانہ میں داخل کرنے کے لیے

[illegible][illegible]

”چائیں یا نہیں! اس شراب کا پتہ ہے کہ وہ ایسا تو حامل
ہے کہ اگر چہا ہے کہ تم کو کچھ دے دے تاکہ تم کو کچھ ملے
اور تم کو کچھ ملے۔“

یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ ایک شخص نے ایک بڑی سیڑھی بنوائی جس سے وہ اپنے گھر کی چھت تک پہنچ سکتا تھا۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ ایک شخص نے ایک بڑی سیڑھی بنوائی جس سے وہ اپنے گھر کی چھت تک پہنچ سکتا تھا۔

اس نے سوچتے ہوئے کہا: "میں تو تم اس کے لیے
پیشہ بننا چاہتا تھا۔ مگر اب تو ایک لڑکی ہے۔ وہ تو میری بہن
ہے۔ اس لیے میں اس کے ساتھ نہیں جا سکتا۔" اس نے اسے
اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا: "میرے پاس تو ایک لڑکی ہے۔"

اب اس شخص کو بھیجے گا اس شخص نے تم کو جاننا کہ
 جو ان کے اور سے کھیلے اور ان کے لیے رشتہ دار قرار
 قرار دے گا ان کے ساتھ ان کے کھیل کے لیے ان کے ساتھ
 ان کے ساتھ۔
 ان کے ساتھ۔ "۔ ان کے ساتھ کھیل کے لیے ان کے ساتھ۔"

”میں نے اپنے دل سے یہ بات کہہ دی تھی کہ میں نے تم سے کبھی نہیں ملے گا۔“

”میں نے اپنے آپ کو اس کے لئے وقف کر دیا۔“

”میں نے تم کو سمجھا دیا۔“
 ”تو کچھ بچے! انہوں نے کہا کہ ان کی سبھی کھوپڑیاں
 کھڑے ہونے والی تھیں۔“
 ”میں نے انہیں سمجھا دیا۔“

تھوڑی دیر بعد ایک نئی شکل گدی ہے۔ چاکلیا بھری
تھوڑی دیر بعد ایک نئی شکل گدی ہے۔ چاکلیا بھری
تھوڑی دیر بعد ایک نئی شکل گدی ہے۔ چاکلیا بھری

100

انہوں نے فریڈ کے ساتھ ساتھ ایک اور بھی شخص کو سزا سنائی تھی۔ وہ تھی "ہیڈن"۔ "ہیڈن" کو سزا سناتے وقت فریڈ نے کہا کہ وہ سزا سننے کے لیے تیار ہے۔ فریڈ نے کہا کہ وہ سزا سننے کے لیے تیار ہے۔ فریڈ نے کہا کہ وہ سزا سننے کے لیے تیار ہے۔

وہ کہیں بھی نہیں جاتا۔ وہ اپنے گھر میں ہی رہتا ہے۔ وہ اپنے گھر میں ہی رہتا ہے۔ وہ اپنے گھر میں ہی رہتا ہے۔

فراق بلیا جانی میں حضور خدا کے ساتھ۔ "میں نے تم کو فراق
کے لحاظ سے جگہ کی ہے۔ کیا جانیں کہ جگہ کے لحاظ سے میں کون
کون سا ہوں؟"

میں نے اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک اور کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ہے "میں نے اپنے گھر میں کیا کیا"۔ یہ کتاب بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی لکھی گئی ہے۔

ہاں بچے کی طرف سے ایسی ہی باتیں کہی جاتی ہیں کہ ان کی طرف سے
 اس بچہ نے کبھی کوئی غلطی نہیں کی تھی کہ اس کی طرف سے
 کوئی غلطی نہ ہو کہ اس نے کوئی غلطی نہ کی۔

اسی کے بچے سے ہم کہہ رہے ہیں کہ "پاپا، تم نے کیا کیا؟"

”میں نے یہ سنا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔“

"The American people
 are the best of people
 and the best of people
 are the American people."



۱۶۲۰

”میں نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے کہا: ”اگرچہ میں نے اس سے کہا کہ وہ اس کے لئے ہے، لیکن اس نے کہا: ”میں نے اس کے لئے کہا ہے۔““

میں نے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ سنا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ سنا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ سنا ہے۔

اچھے بچے اور اچھے بچوں کے لئے جس کی بات ہے
 یہ بات کہ کوئی اور اس کے لئے نہیں ہے
 جس کی بات ہے کہ اس کے لئے نہیں ہے
 جس کی بات ہے کہ اس کے لئے نہیں ہے

"میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔
 "میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔
 "میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔"

یہ باتیں کہ کچھ کوئی بات کہے گا وہ سچا ہے اور یہ باتیں کہ کچھ کوئی بات کہے گا وہ سچا ہے اور یہ باتیں کہ کچھ کوئی بات کہے گا وہ سچا ہے۔

اسی گولی بات کہیں سے چلتی ہے ایک اور چیز
میں نے دیکھی ہے۔ اسی سرکاری جے کے افسر نے کہا کہ اس کا
تعمیر کار کون سا ہے۔

اسلام نے جو لوگوں کا تصور دیا ہے کہ اللہ کے لیے اس کے بند بچاؤ
 میں جو کچھ کرنا ہے وہ خود اللہ ہی کی مشیت ہے۔

پھر وہ کہیں کہیں کی خدمت کو بھیج دیا۔

[illegible]

تکلیفوں سے بچنے کے لیے جو تدابیر اختیار کرنی چاہئیں، ان کی بنیاد پر ہی مقرر ہوتی ہے۔

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

☆ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
☆ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو
☆ ہر پوسٹ کے ساتھ
☆ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے
☆ ساتھ تبدیلی

☆ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریٹخ
☆ ہر کتاب کا الگ سیکشن
☆ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
☆ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

☆ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
☆ ہر ای بک آن لائن پڑھنے

☆ کی سہولت
☆ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
☆ سائزوں میں اپلوڈنگ

☆ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
☆ عمران سیریز از مظہر کلیم اور

☆ ابن صفی کی مکمل ریٹخ
☆ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے
☆ کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب
ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

اب بنی کو زہریلے حالات سے گزرتے دیکھ کر یقین ہو گیا کہ ہم سانپوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ان حالات میں وہ اپنی بنی اور بیٹے کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا۔ عقل سمجھاری تھی اور وہ سوچ رہا تھا۔ ”میں یہ کیوں بھول گیا تھا کہ فرہاد نادان نہیں ہے؟ وہ اپنے بیٹے کے دماغ میں آتا جاتا ہوگا۔ اسے معلوم ہوگا کہ وہ ایک جوان لڑکی اور لڑکے کے ساتھ رہتا ہے۔ ان کا باپ انشورالال افریقا میں ہیرے کی کان کا مالک ہے۔ کیا وہ آسانی سے یقین کر لے گا؟“

اس نے خود ہی جواب سوچا۔ ”نہیں، فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بہت وسیع ذرائع کے مالک ہیں۔ وہ معلوم کر سکتے ہیں کہ افریقا میں کوئی انشورالال نامی شخص کسی ہیرے کی کان کا مالک نہیں ہے۔ چنانچہ، وہ میری بنی اور بیٹے کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے درپردہ کیا کر رہا ہوگا؟“

وہ قائل ہو کر سوچ رہا تھا۔ ”فرہاد بڑی خاموشی سے شب خون مارتا ہے۔ اس نے اپنا تک ہی گواہ جانا اور جو چونک بچ کر انہیں ہلاک کیا تھا۔ جب وہ پانی کی طرح سر سے گزر جاتا ہے تب پتا چلتا ہے کہ کس طرح بازی مار کر کیا ہے؟“

اب یہ بات اس کی عقل میں آ رہی تھی کہ جس طرح اس نے پورس کو میری کمزوری بتا کر اپنے پاس رکھا ہے، اسی طرح میں نے ماڈرا اور دامودر کو پورس کے ذریعے اپنی نگرانی میں رکھا ہے۔ میں کسی بھی وقت پورس کو حکم دوں گا کہ وہ اس کی بنی اور بیٹے کو ڈس لے تو وہ زہر بیلا بیلا ایک لمبے کی بھی دیر نہیں کرے گا۔ اس کی بنی کے بدن سے زہر چوتے والا، اس کی زندگی بچانے والا اپنے باپ کے حکم سے اسے بھی ہلاک کر سکتا ہے۔

اس پہلو سے انشورالال کے سامنے یہ واضح ہو رہا تھا کہ اس کی بنی اور بیٹا پورس کے روپ میں ایک زہریلے ناگ کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس سانپ کا سر پھل دینا چاہیے اور جب تک وہ قابو میں نہ آئے، اپنی اولاد کو اس سے دور رکھنا چاہیے۔

اس وقت پورس اسپتال سے پچھلے میں آ گیا تھا۔ ماڈرا دوسرے دن اسپتال سے ڈسچارج ہونے والی تھی۔ انشورالال نے اس کے اندر آ کر کہا۔ ”میں نے اپنے بچوں کو حکم دیا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ نہ رہیں۔ تمہیں اس گھر میں نہ آنے دیں مگر انہوں نے زندگی میں پہلی بار حکم عدولی کی ہے۔ میری مرضی کے خلاف تمہارے ساتھ رہتا چلا ہے۔“

وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ بیٹا گھر پہنچا ہے یا نہیں؟ اس کے خیالات نے بتایا، وہ ایک اسپتال کی طرف جا رہا ہے۔ ماڈرا کو ایک زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کی حالت بہت ہی نازک ہے۔ وہ اسی لمبے میں بنی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بے ہوش تھی اپنے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ وہ دامودر کے پاس آ گیا۔ اس کی سوچ نے بتایا۔ ”وہ پورس کے ساتھ گھر کے لان میں ٹہل رہی تھی۔ ایسے ہی وقت ایک جھاڑی میں چھپے ہوئے سانپ نے اسے ڈس لیا۔“

وہ غصے سے بولا۔ ”پورس بہت محسوس ہے۔ میں نے حکم دیا تھا کہ اسے گھر کے اندر نہ آنے دیا جائے۔“

دامودر نے کہا۔ ”بابا! اسے محسوس نہ کہو۔ اس نے ماڈرا کے بدن سے سانپ کا سارا زہر پکڑ لیا اس کی جان بچا لی ہے۔ یہاں کے ڈاکٹر حیران ہیں کہ پورس نے ایسے اچھا دھاری سانپ کا زہر کیسے پکڑ لیا اور ایسا کرنے کے بعد وہ اب تک زندہ کیسے ہے؟“

وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ میری طرح میرے دونوں بیٹے پارس اور پورس بھی زہریلے ہیں۔ ہمارے اندر ناگ سانپ کا زہر بھی پانی ہو جاتا ہے۔ انشورالال نے کے ذریعے ڈاکٹر کے اندر پہنچ گیا۔ ایک کمرے میں پورس چار ڈاکٹروں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سب اس سے طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے۔ ایک ڈاکٹر نے پوچھا۔ ”آپ کہتے ہیں کہ سانپوں کا منتر نہیں جانتے پھر آپ نے اچھا دھاری جیسے خطرناک سانپ کی گردن کیسے مروڑ ڈالی؟“

پورس نے کہا۔ ”آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ایسے خطرناک سانپ کا زہر بھی مجھ پر اثر نہیں کر رہا ہے پھر میں سانپ سے کیوں ڈرتا؟ مجھے کسی طرح منتر سیکھنے یا پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔“

ایک لینڈی ڈاکٹر نے کہا۔ ”آپ مس ماڈرا کے بدن سے زہر چوتے کے بعد یہاں آرام سے بیٹھے ہیں۔ آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ آپ زندہ ہیں۔“

اس نے مسکرا کر کہا۔ ”مجھے زندہ نہ سمجھیں۔ اس وقت آپ کے سامنے میری زہریلی آتما نہیں ہوئی ہے۔“

انشورالال ان کی باتیں سن رہا تھا۔ پورس کے اندر آ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ ماڈرا اب خطرے سے باہر ہے۔ اس زہریلے جوان نے اسے فنی زندگی دی ہے۔ اس نے سیارے میں ہی انفارمیشن مشین کے ذریعے ہماری ہسٹری پڑھی تھی۔ یہ بھول گیا تھا کہ ہم باپ بیٹوں پر کسی سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا ہے۔

[illegible][illegible][illegible]

میں نے کہا کہ اگر وہ ساری باتیں سن کر اس کا دل
تھک جائے تو اس سے کہیں کہ میں اس کی باتوں سے
بے خبر ہوں۔
اس کی باتوں سے کہیں کہ میں اس کی باتوں سے
بے خبر ہوں۔
اس کی باتوں سے کہیں کہ میں اس کی باتوں سے
بے خبر ہوں۔

چند سال پہلے ہی میں نے ایک شخص کو دیکھا تھا جو ایک
گلی میں ایک گھر کے سامنے بیٹھا تھا۔ وہ ایک
مرد تھا جس کی عمر تقریباً 40 سال کی تھی۔
وہ ایک شخص تھا جس کی عمر تقریباً 40 سال کی تھی۔
وہ ایک شخص تھا جس کی عمر تقریباً 40 سال کی تھی۔

کے لیے ایک نیا "دوسرا مقام" بننا پڑا جو کہ ایک نیا ہی

[illegible][illegible]

میں نے کہا کہ "میرے پاس تو ایک ہی کتاب ہے جس میں اس بارے میں کچھ لکھا ہے۔" میں نے اسے دکھایا۔ وہ اسے لے کر چلا گیا۔

میں نے کہا۔ "خیر یہی سبلی سے اس ہے جو ہمیں
 دیکھ کر بھی جھوٹے گناہوں میں مبتلا نہیں کرتا
 اور اس کی طرف سے ہمیں بھی سبلی ہی ہے۔"
 میں نے کہا۔ "آج کے دن کی بات کرو اور ہمیں بھی یہ معلوم
 ہو کہ ہم کس کی بات کر رہے ہیں۔"

سوال: میں نے ایک بھائی کو جو کہ ایک بڑے کام سے آیا ہے اسے اس کے پاس لے کر گیا ہے۔
میں نے اسے اس کے پاس لے کر گیا ہے۔
میں نے اسے اس کے پاس لے کر گیا ہے۔

[illegible][illegible]

ہر ایک کی اپنی اپنی بات ہے۔ لیکن اگر ہم اس بات کو تسلیم کریں کہ ہر ایک کی اپنی اپنی بات ہے، تو ہم اس بات کو تسلیم کریں کہ ہر ایک کی اپنی اپنی بات ہے۔

انہوں نے تمام اچھے کاموں سے بچنے کے لیے کہیں
خوشی، محنت، بے لالچہ بننے، بڑے کاموں سے بچنے،
کھانے پینے سے بچنے، بڑے کاموں سے بچنے،
بڑے کاموں سے بچنے، بڑے کاموں سے بچنے،
بڑے کاموں سے بچنے، بڑے کاموں سے بچنے،

[illegible]

جس نے اپنے آپ کو "میرزا" کہا۔ "میرزا" کا مطلب ہے "میر" کا بیٹا۔

[illegible][illegible][illegible]

اسی طرح غلام علیؑ نے بھی کہا تھا کہ اگر کسی کو
کرنے والی چاہیگی کہ وہ اسے بھی دینی بات سے
بے غلامی دے دے، تو اسے کہنا چاہیے کہ اسے
میں نے اسے دے دیا ہے۔ اسے کہنا چاہیے کہ اسے
میں نے اسے دے دیا ہے۔ اسے کہنا چاہیے کہ اسے

اس کی باتوں سے اللہ ہر انسان کو کھڑا کرے گا۔
 ہر انسان کو کھڑا کرے گا۔
 اس کے کھڑا کرے گا۔
 اس کے کھڑا کرے گا۔

یہ خبریں سن کر ان کی حالت خراب ہو گئی۔ انہوں نے کہا: "یہ تو باقی ہو گئی، یہ ضرور ہو گا۔"

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

۱۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۲۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۳۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۴۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۵۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۶۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۷۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۸۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۹۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔
 ۱۰۔ اس وقت کے حکمرانوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے لئے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا۔

[illegible]

اپنے ہی دل سے، کھینچ کر اپنے ہی گھر میں لے آئے۔
 کچھ عرصہ بعد ان کے پاس سے ایک اور شخص گزر رہا تھا۔

”اگر آپ کو یہ سب سنا کر ہنس رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس کی مثالیں سنی ہیں۔ لیکن اگر آپ اس کی مثالیں نہیں سنی ہیں تو آپ اس کی مثالیں سنی ہیں۔“

[illegible]

انٹرویو کا کرچکا ہوا قائد نے کہا: "میرے قہقہے
 ہرگز نہ سنیں، نہ سنا جائے گا۔ ان کی فکری دنیا میں
 انٹرنیشنل لائبریری سے لڑ جاتے ہیں۔ یہ سب ہی
 کراچی ہی آپ نے ہی شروع کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ
 ان کی فکری دنیا میں نہ رہے۔ ان کی فکری دنیا
 کو ہی لیں۔ ان کی فکری دنیا کو ہی لیں۔ ان کی فکری دنیا کو ہی لیں۔"

یہ امر کہ ان کو جسے اللہ تعالیٰ ان کو توفیق رکھا کہ ان کو اپنے ان
 کے لئے اپنے میں گھستے کہ ان کو اپنا ہے۔ جو ان کے لئے ہے
 ان کے لئے ہے کہ ان کو ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے
 وہ ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے
 ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے
 ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے ان کے لئے ہے

وہ ہواؤں کو لڑک لڑک کر دھڑ دھڑا کر لے کر آیا۔ ہواؤں نے کہا کہ یہ ہواؤں کی لڑائی ہے۔

جوابی ہے۔
 ”میرے پاس ہاتھوں پر لٹکائی ہوئی ایک کڑی کڑی نعلی ہے۔
 اس کی ہڈیوں میں ایک چکر ہوتا ہے۔ اس کے دو چکر ہوتے ہیں۔
 ایک کھلی ہے۔ ایک بند ہوتی ہے۔“
 پھر وہ اپنی پہلی سے ایک کڑی کڑی نعلی لے کر آیا۔
 ”اس میں ہر دو چکر کے ۱۵۰ چکر ہوتے ہیں۔ ہر چکر
 ہڈیوں پر کڑے ہوئے ۱۵۰ چکر ہوتے ہیں۔ اس کے
 چکر پر ایک کڑی کڑی نعلی ہے۔“

ہوئے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

ہیں۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جس نے اپنے مال سے
 دین کے لیے کچھ بھی بھجوا دیا تو اس کا اجر وہی ہے جس کا
 جو مال سے کچھ بھی بھجوا دیا۔ لیکن جو مال سے کچھ بھی
 بھجوا دیا تو اس کا اجر وہی ہے جس کا جو مال سے کچھ بھی

میں نے انکی اسے اپنی طرف سے کہہ دیا تھا کہ وہ اسے
 دے دے کہ وہ اسے اپنی طرف سے کہہ دے۔

[illegible]

اس کو بڑا دل سے پیار تھا۔ اس نے کہا: "اے اللہ! یہ میری ساری زندگی ہے۔ اس کو بڑا دل سے پیار تھا۔ اس نے کہا: "اے اللہ! یہ میری ساری زندگی ہے۔"

میں نے کہا: "خیر، میں اس کا کوئی بھی ٹکڑا نہیں کھاؤں گا۔"
 میرا کھانا اور کچھ دوسرے کچھ بھی اس کے لئے تھے۔
 اس نے کہا: "میں نے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کھاؤں گا۔"
 میں نے کہا: "میں نے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کھاؤں گا۔"
 اس نے کہا: "میں نے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کھاؤں گا۔"
 میں نے کہا: "میں نے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کھاؤں گا۔"
 اس نے کہا: "میں نے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کھاؤں گا۔"
 میں نے کہا: "میں نے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کھاؤں گا۔"
 اس نے کہا: "میں نے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کھاؤں گا۔"

اس نے حلال کو حلال کے اور حرام کے حرام کی پہچان کی۔
 یہ کہ جس کی ملکیت میں اس کا ہے اسے چھو کر کھانا پینا۔
 اس نے اپنے گھر کو حلال قرار دیا۔ چاہے وہاں جیسے وہی کھانا
 کھانے والا ہو۔ روایا نے بھی حکم کیا ہے کہ جو کچھ اپنے گھر میں
 ہے اسے کھا کر کھا کر اس سے بھی کھا کر کھا کر اسے کھا کر کھا کر
 اس سے کھا کر کھا کر اس سے کھا کر کھا کر اس سے کھا کر کھا کر

یہ کہہ کر اس نے اسے چھوڑ کر اپنے چچا کے پاس
چل گیا۔ اس کے چچا نے اس کو کہا کہ "تو
میں نے تجھے یہاں بھیجی تھی تاکہ تیرے

وہ کہتا ہے: "میری زندگی میں کسی ایک لڑکی سے بھی
علاقہ میں کسی لڑکی سے بھی ملا کر رہا ہوں۔"

[illegible]

میں نے ایک انکار کر دیا تھا۔ "میری زندگی کا
جانتے بھجوتے تھے۔ تم یہاں اس لیے آئے ہو کہ شہزادی
سوت سے نکلی ہو گی۔"

وہ میری آنکھوں پر ہنسی بکھڑکاتے ہوئے میرے
ہاتھ پر اس کی ہاتھ کی گھونسل میں رکھتے تھے
کہ "شہزادی کو میرے پاس لے آؤ، اس کا کہنا ہے کہ وہ
یہاں آئی ہے۔" وہ نے اس کے ہاتھ کو ہاتھ کر لیا۔

وہ میرے ہاتھ پر اس کے ہاتھ کی گھونسل میں رکھتے تھے
کہ "شہزادی کو میرے پاس لے آؤ، اس کا کہنا ہے کہ وہ
یہاں آئی ہے۔" وہ نے اس کے ہاتھ کو ہاتھ کر لیا۔

[illegible][illegible]

میں نے کہا کہ

کامیابی ہے۔ یہی کامیابی کہہ سکتے ہیں کہ ان کے لیے کامیابی ہے۔

[illegible]

یہیں میں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جس وقت خلافت کو اس کی اصل حالت میں رکھنا ہو۔

اسی رنگ میں حضور اقدسؐ نے ایک چٹائی پر ایک کتبہ لکھا جس پر
 ایک دور سے پہلے چٹائی کا مضمون تھا۔
 جس کی کتبہ ہے: اے کاتب، لکھا جائے گا کہ
 سے اس کی طرف سے ایک کتبہ لکھا جائے گا۔
 اور چٹائی کی کتبہ لکھی جائے گی۔
 کتبہ لکھا جائے گا کہ: اے کاتب، لکھا جائے گا کہ
 چٹائی کی کتبہ لکھی جائے گی۔
 اور چٹائی کی کتبہ لکھی جائے گی۔
 اور چٹائی کی کتبہ لکھی جائے گی۔

وہ اپنے کتب خانہ کی غازی گلی میں جھڑپے لگے گا تو
غازی گلی میں اس کی ہی تحریک ہوگی۔

۱۱۱۱۱۱

نادرشاہ کو مرے گئے جانے پر وہ دہلی دارا
شہزادہ کے ہاتھ پر تلے اپنی بیوی بیٹے کے ساتھ کراہ
ہوئے حالِ غم کی یہ سزا کرتے ہوئے گئے کہ اس بچہ
پاؤں سے اس کی ہڈیوں کی گھڑیوں میں کھینچ کر

میں نے یہ سب افسانہ ہی سمجھ کر دیکھا تھا۔ مجھے اس کا اندازہ
 آپ کی سچی کہانیوں کی طرف سے نہیں تھا۔
 جب وہ لکھنے لگی تو اس کے اندر کچھ اور چلنے کی بات آئی
 یہ افسانہ ہی نہ رہا۔ یہ کہانی تھی جس نے سب کو حیران کر دیا

ایک بار دوستی کر کے دیکھو۔ تمہاری ساری مشکلیں آسان...
وہ حلق پھاڑ کر چیخے ہوئے بولا۔ ”یوشٹ آب... میں
سنارے میں جا رہا ہوں۔ واپس آ کر تمہیں روحانی عمل کرنے
والوں کے شکبے سے ضرور نجات دلاؤں گا۔ تم ابھی ان کے
زیر اثر ہو۔ اس لیے میں تمہاری بجواس نہیں سنتوں گا۔ میری
واپسی کا انتظار کرو۔“

وہ فون بند کر کے اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ غصے سے ٹپلنے
لگا۔ یہ بہت بڑی شکست تھی کہ بچے کو اس سے چھین لیا گیا
تھا۔ وہ سوچنے لگا۔ ”کیا اس سلسلے میں دیوی کا ہنہ سے رجوع
کیا جائے؟ وہ مہاشکتی مان ہے۔ دامودر کو روحانی شکبے سے
ضرور نجات دلا سکے گی۔“

اسے اپنے اندر کا ہنہ کی آواز سنائی دی۔ ”میں تیرے
حالات سے بے خبر نہیں ہوں۔ اب تو اپنی بیٹی سے رابطہ کر...
میں اس کے حالات بھی معلوم کرنا چاہتی ہوں۔“
اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ بیٹی کے اندر
پہنچ کر بولا۔ ”میری جان! تم کیسی ہو؟ کیا اسپتال سے گھر
آگئی ہو؟“

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ ماڈر کے دماغ میں بھی اسے
اپنی آواز کی گونج سنائی دے رہی تھی۔ کاہنہ نے کہا۔ ”بیٹی
سے بھی خیال خوانی کا رابطہ قائم کر دیا گیا ہے۔ اس سے فون پر
بات کر... میں اس کی آواز اور دلچسپ سننا چاہتی ہوں۔“
اس نے فون کے ذریعے بیٹی کو مخاطب کیا۔ ”ماڈر!...
میری جان!... تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ کیا اسپتال سے گھر
آگئی ہو؟“

وہ بولی۔ ”پاپا! میں تم سے ناراض ہوں۔ مجھے خطرناک
سانپ نے ڈس لیا تھا۔ میں زندہ رہنے کے لیے موت سے لڑ
رہی تھی مگر تم نے میری خبر نہیں لی۔“

”بیٹی! میں ایک بار تمہارے دماغ میں آیا تو تم بے
ہوش تھیں۔ دوسری تیسری بار گہری نیند میں تھیں۔ تم پر زہر کا
نشہ طاری تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہارے اندر آیا تو پتا چلا
روحانی عمل کرنے والوں نے ہمارے درمیان خیال خوانی کا
رابطہ قائم کر دیا ہے۔“

”او پاپا! ابھی دامودر نے بتایا ہے کہ ہمارے درمیان
خیال خوانی کا رابطہ قائم ہونے کے باوجود تم فرہاد اکل سے
دشمنی قائم رکھنا چاہتے ہو۔“

”نان سنس... تم بہن بھائی کی عقل میں یہ بات کیوں
نہیں آتی کہ وہ لوگ ہمارے درمیان خیال خوانی کا سلسلہ قائم
کر کے ایک باپ کو اس کے بچوں کے دور کر رہے ہیں۔“

تھا، جیسے وہ کسی گنبد نما تاریک کمرے میں پہنچ گیا ہے۔ جہاں
اسے اپنی ہی آواز کی گونج سنائی دے رہی تھی۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں سمجھ رہا
تھا، بیٹے اور بیٹی سے عارضی طور پر رابطہ منقطع ہو گیا ہے۔ بعد
میں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا مگر اب تو اور زیادہ مایوسی ہو رہی
ہے۔ دامودر کی سوچ کی لہریں بھی سنائی نہیں دے رہی ہیں۔
یہ کبھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے؟ کیا کر رہا ہے؟ میں تو اس
کی طرف سے بالکل ہی اندھا ہوا چکا ہوں۔“

اس نے فون کے ذریعے بیٹی کو مخاطب کیا۔ وہ بولا۔
”ہائے پاپا! کیسے ہو؟ مجھے کیسے یاد کیا؟“

”میں ابھی تمہارے دماغ میں پہنچا تھا۔ تمہیں مخاطب
کر رہا تھا، نہ تم میری آواز سن رہے تھے نہ تمہاری آواز مجھے
سنائی دے رہی تھی۔“

”پاپا! تم نے پہلے بھی یہ شکایت کی تھی۔ میری تو سمجھ میں
نہیں آتا۔ تم خیال خوانی کے سلسلے میں ناکام کیوں ہو رہے ہو؟“

”میری ٹیلی پیٹھی کی صلاحیتیں سلامت ہیں۔ میں خیال
خوانی کے ذریعے کسی کے بھی دماغ میں پہنچ جاتا ہوں۔ صرف
تم تک پہنچ نہیں پا رہا ہوں۔ یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ تم
روحانی عمل کرنے والوں کے شکبے میں آگے ہو۔ انہوں نے
ہم باپ بیٹے کے درمیان خیال خوانی کا رابطہ قائم کر دیا ہے۔“
بیٹے نے کہا۔ ”پاپا! چھوٹا مندر اور بڑی بات ہوئی مگر مجھے
اپنی ماڈر کی اور تمہاری بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں کہ تم فرہاد
اکل سے دشمنی نہ کرو۔“

وہ ایک دم سے پھر کر بولا۔ ”کیا...؟ تم...؟ تم فرہاد کو
اکل کہہ رہے ہو؟ یونان سنس... جو باپ کا جانی دشمن ہے وہ
تمہارا اکل کیسے ہو گیا؟“

”انصاف کی بات کرو پاپا! وہ تم سے دشمنی کرنے
سیارے پر نہیں گئے۔ تم ان کی دنیا میں آ کر حکومت کرنا چاہتے
ہو۔ دشمنی تو تم نے شروع کی ہے۔“

”تمہارے منہ میں پورس کی زبان بول رہی ہے۔“

”اس کی زبان میں محبت ہے، مٹھاس ہے، سچائی ہے۔
وہ اپنا بن کر اور اپنا پتا کر رہتا چاہتا ہے۔“

وہ کہتے ہوئے بولا۔ ”بس... آگے کچھ نہ بولو۔ انہوں
نے روحانیت کے ذریعے ہمارے درمیان صرف خیال خوانی
کا رابطہ قائم نہیں کیا ہے، بلکہ تمہارا برہمن بھی دلا کر دیا ہے۔
پاپ کو کٹر اور پورس کو برہنہ بنا دیا ہے۔“

”میں وہی کہہ رہا ہوں جو سچ ہے۔ تم فرہاد اکل سے

[illegible][illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible][illegible][illegible]

”گر چہ پا! میں آپ کا حکم کیسے مانوں؟ فارگاؤ سک...
قدرت کا جو خشتا ہے مجھے اس کے خلاف کچھ کرنے کا حکم نہ
دیں۔“

میں نے غصے سے کہا۔ ”تم میرا ساتھ نہ دو۔ لوہالوہے کو
کاٹنا ہے۔ کالا عمل کا لے مل کو کاٹنے کا۔ میں ایک ایسے عامل
کو چاہتا ہوں! ابھی اسے یہاں بلاتا ہوں۔“
انوشے نے کہا۔ ”ہرگز نہیں... ہمارے دین میں کالا عمل
کرنے اور کرانے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ آپ کسی
عامل سے رجوع نہیں کریں گے۔“

ثنا تکلیف کی شدت سے ایسی ٹر حال ہو گئی تھی کہ اب
حلقے سے چھین نہیں نکل رہی تھیں۔ کبھی کبھی ہلکی سی کراہ سنائی
دیتی تھی۔ اس میں تڑپنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔ بدن ظہر
ظہر کر ڈا سا لرزتا تھا۔ میں نے تڑپ کر خیال خوانی کی پرواز
کی۔ ایک تانترک مہاراج کے اندر پہنچنا چاہتا تھا مگر سوچ کی
لہر میں ایسی جگہ پہنچیں جہاں نور ہی نور تھا۔ مجھے اپنی پوتی کی
آواز سنائی دی۔ ”نوگر چہ پا! میں آپ کو دینی احکامات کے
خلاف ایسا نہیں کرنے دوں گی۔“

میں نے غصے سے گرجے ہوئے کہا۔ ”بھٹ جاؤ
انوشے...! میرا راستہ نہ روکو۔ میں اپنی ٹاکو مرنے نہیں دوں
گا۔“

وہ عاجزی سے بولی۔ ”یہی حقیقت آپ بھول رہے
ہیں گر چہ پا! آپ جیسے فارغ اعظم بھی موت کو نہیں روک
سکتے۔ خدا کے لیے کالے عمل سے توبہ کریں۔ کفر سے باز
آجائیں۔ میں بہت مجبور ہو کر راستہ روک رہی ہوں۔ آپ
ان لحاظ میں خیال خوانی نہیں کر سکیں گے۔“

میں دم بخود رہ گیا۔ انوشے نے میری صلاحیتوں کو آگے
بڑھنے سے روک دیا تھا۔ میں ٹیلی پتھی کا شہنشاہ کہلاتا ہوں۔
اس نے شہنشاہ کہلانے والے دادا کی خیال خوانی کو عارضی طور
پر منطوق کر دیا تھا۔

میں نے سرگھبرا کر ٹاکو دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا۔ وہ
بیڑ پر پاروں شانے چت پڑی ہوئی تھی۔ ہمیشہ کے لیے
ساکت ہو گئی تھی۔

آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ تھوڑی دیر
پہلے بننے بولنے والی اپنی سانس پوری کر چکی ہے۔

کیا بھروسا ہے زندگانی کا
آدی بلبلہ ہے پانی کا

ٹیلی پتھی کے فسوں کلر فرہاد علی تیمور کی اس مقبول
عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

خدا سب کو شہر سے بچائے۔ ٹٹا کے حلقے سے ایک دلہندوڑ
جنگ نکلے۔ وہ بیڈ کے سرے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں ہاتھوں
سے سر تھام کر گر پڑی۔ بستر پر ادھر ادھر تڑپنے لگی۔ میں نے
گھبرا کر پوچھا۔ ”کیا ہوا...؟ یہ تمہیں کیا ہو رہا ہے؟“
وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولی۔ ”کوئی چیز میرے
دماغ میں چھو رہی ہے۔ یہ جیجن مجھ سے برداشت نہیں
ہو رہی ہے۔ میرے ہاتھ پاؤں سے جان نکل رہی ہے۔ کچھ
کرو۔ پلیر کچھ کرو۔“

میں اسے اسپتال لے جا سکتا تھا۔ بڑے سے بڑے
تجربہ کار ڈاکٹر کو خیال خوانی کے ذریعے بلا سکتا تھا۔ میں نے
کہا۔ ”میں تمہیں کسی قریبی اسپتال میں لے چلا ہوں۔“
میں اسے دونوں بازوؤں میں اٹھانے کے لیے جھک
رہا تھا پھر ٹھنک گیا۔ کاہنڈ کا قہقہہ سنائی دے رہا تھا۔ وہ ٹٹا کے
ذریعے قہقہہ لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ”اسے کہاں لے جا
رہا ہے؟ اس کا وقت پورا ہو چکا ہے۔ یہ مجھے اپنے اندر آنے
سے روک رہی تھی۔ میں نے اس کے دماغ کو ہی ٹاکا رہ بنا دیا
ہے۔ اب اس پر میرا قبضہ ہے۔“

میں اس کی بکواس کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے
بازوؤں میں اٹھانے کے لیے جھکا تو اس نے ایک زور کی
لات ماری۔ میں لڑکھڑاتا ہوا پیچھے چلا گیا۔ وہ پھر تکلیف سے
تڑپ رہی تھی اور کاہنڈ جی جی جی کر کہہ رہی تھی۔ ”قریب آئے
گا تو میں اسے تیرے ہاتھ نہیں آنے دوں گی۔ میں نے کہا
تھا، میری ماں کا خون رانگاں نہیں جائے گا۔ میں تیرے کسی
ایک رشتے کو کھاجاؤں گی...“

وہ بول رہی تھی اور قہقہہ لگا رہی تھی۔ کالے عمل کا توڑ
روحانیت کے ذریعے ہی ہو سکتا تھا۔ میں تھوڑی دیر پہلے آمنہ
کے پاس گیا تھا۔ وہ عبادت میں مصروف تھی۔ اس نے کہہ دیا
تھا کہ ایسے وقت مجھے اس کے اندر نہیں آنا چاہیے۔ میں نے
فوراً ہی انوشے کو مخاطب کیا۔ ”بہن! فوراً ٹٹا کے اندر
نہنچو۔ اسے کالے علم کے ذریعے ہلاک کرنے کی کوشش کی جا
رہی ہے۔“

وہ بڑی عاجزی سے بولی۔ ”سوری گر چہ پا...! میں
شیطانی قوتوں کا منہ توڑ جواب دے سکتی ہوں مگر قدرتی
معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا
ہے مقدور سے ہو رہا ہے۔“

میں نے تڑپ کر کہا۔ ”انوشے! تم میری پوتی ہو۔ کسی
بھی طرح ٹٹا کو بچاؤ۔ اپنے دادا کا حکم مانو۔ کچھ کرو بیٹی...!
دیکھو یہ کس طرح تکلیف سے تڑپ رہی ہے؟ مجھ سے دیکھا
نہیں جا رہا ہے۔“

کے ساتھ ہوتیں تو وہ بابا صاحب کے ادارے کو تبس نہیں کر سکے ہوتے۔

ایک فوجی اعلیٰ افسر نے کہا۔ ”بے شک، ایسا ہو سکتا تھا مگر سارے والے یہاں آتے ہی ہمارے دشمن بن گئے تھے۔“

”وہ مفرد تھے۔ اب ان کا فرد ٹوٹ چکا ہے۔ ان کا ایٹورار کا ہند کے ذریعے ہماری مدد چاہتا ہے۔ ہم سے اتحاد کے لیے راضی ہے۔“

ایک نے پوچھا۔ ”یہ کا ہند کون ہے؟“

دوسرے نے پوچھا۔ ”کیا وہ تو نہیں جو انگوٹا میں ہزاروں برسوں سے زندہ رہنے والی دیوی بھی جاتی ہے اور وہاں کے باشندے اس کی پوجا کرتے ہیں؟“

”ہاں، میں اسی کا ہند کی بات کر رہا ہوں۔ وہ دو پہلوؤں سے ہمارے لیے اہم ہے۔ ایک تو یہ کہ ایٹورار اس پر اندھا اعتماد کرتا ہے۔ اسی کا حکم مان کر ہم پر بھروسہ کرے گا اور اس شرط پر ہمارا ساتھ دے گا کہ اس دنیا پر اس کی حکمرانی قائم کی جائے۔“

وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔ ”جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ ہم اسے سبز باغ دکھائیں گے۔ کسی بھی طرح اس کی غیر معمولی مشینیں چھین کر اسے یہاں سے زندہ نہیں جانے دیں گے۔“

ایک اعلیٰ عہدیدار نے کہا۔ ”یہ بہت ہی زبردست منصوبہ ہے مگر ایک رکاوٹ ہے۔ وہ اپنی مشینوں کو کہیں زمین کی تہ میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ ہمارے جاسوس وہاں تک پہنچ نہیں پائیں گے۔“

پیشوائے اعظم نے بڑے اعتماد سے کہا۔ ”ہم آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ وہ کا ہند ہمارے بہت کام آتی رہے گی۔ وہ خونخوار شیر چیخوں اور جنگی درندوں سے بھرے ہوئے جنگل میں رہتی ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر کوئی وہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔ ایٹورار آجندہ اپنی تمام مشینوں کو اسی جنگل کے پاتال میں رکھے گا۔ وہ مشینیں ہماری نظروں میں رہیں گی اور کا ہند ہمارے جاسوسوں کو وہاں تک پہنچنے کا موقع دے گی۔“

”پھر تو وہ کا ہند ہمارے لیے بہت اہم ہے۔“

”اس کی صرف ایک ہی شرط ہے کہ حکومت قائم ہونے کے بعد دنیا کے ہر ملک ہر علاقے میں اس کے مجسمے بنوا کر رکھے جائیں۔ سب ہی اس کی پوجا کرتے رہیں۔ اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ دنیا والے اس کی پرستش کریں یا نہ کریں ہم اس کے لاکھوں مجسمے بنوا دیں گے۔ اس سلسلے میں

ایک دلچسپ پیش گوئی ہے۔“

تمام حاضرین اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ بولا۔ ”فرہادی قسمت اس کا ہند سے مشک ہو گئی ہے۔ اگر وہ فرہاد سے جسمانی تعلق رکھے گی اور اس کی ایک بیٹی کو جنم دے گی تو اس کے بعد اس کی موت لازمی ہوگی اور وہ فرہاد پر بھی اثر انداز ہوگی۔ وہ رفتہ رفتہ بیمار ہو کر مر جائے گا۔“

وہ تمام حاضرین سن رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ باری باری سب ہی پوچھ رہے تھے۔ ”وہ مبارک گھڑی کب آئے گی؟ فرہاد کو کب موت آنے لگی؟“

پیشوائے اعظم نے کہا۔ ”ہمارا علم ہماری پیش گوئی اگر مگر میں ابھی ہوئی ہے اگر فرہاد کا ہند سے جسمانی رشتہ قائم کرے گا تب ایسا ہوگا۔ بابا صاحب کے ادارے میں ایک بہت بڑے بزرگ تیس برس کے بعد واپس آنے والے ہیں۔ انھیں برس گزر چکے ہیں۔ وہ دو برس بعد آئیں گے۔ ان کی آمد کے چالیس دنوں بعد فرہادی موت ہوگی۔“

وہ پھر ایک توقف سے بولا۔ ”مگر... یہ اگر مگر کا انجھاوا ہے۔ اگر فرہاد اس کا ہند سے کتر جائے گا۔ اس سے جسمانی تعلق نہیں رکھے گا تو پیش گوئی بدل جائے گی۔“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”ہم یہ کوشش کریں گے کہ ان دونوں میں دوستی ہو جائے۔ دوستی نہ ہو تب بھی کسی طرح جسمانی تعلق قائم ہو جائے۔“

ایک اعلیٰ عہدیدار نے کہا۔ ”ہم سب کوشش کریں گے۔ ان کے درمیان رشتہ ہوگا تو موت فرہاد سے رشتہ جوڑنے آجائے گی۔ وہ ہم سب کے لیے معیت ہے۔ اسے دنیا سے اٹھ جانا چاہیے۔“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ ”دیکھا جائے تو بابا صاحب کے ادارے کی آدھی طاقت فرہاد ہے۔ سارے والوں نے تمام بڑے ممالک کے اکابرین کو زیر کر لیا تھا لیکن اسے زیر کرنے میں ناکام رہے تھے۔ اسی نے انھیں موت کے گھاٹ اتارا ہے اور اسی ہے مرعوب ہو کر ایٹورار اہم سے دوستی اور اتحاد رکھے گا۔ یہ شخص ناقابلِ تسخیر جادوگر ہے۔ اسے مر جانا چاہیے۔“

”کوئی اور بد دعائیں دینے سے وہ نہیں مرے گا۔“

پیشوائے اعظم ہمیں بتائیں کہ اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟“

برائٹ موس نے کہا۔ ”کا ہند میرے زیر اثر رہتی ہے۔ میرے مشوروں پر عمل کرتی ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ میں اسے فرہادی خلوت میں پہنچا دوں گا۔ یہ ہر حال میں چاہوں گا کہ میری پیش گوئی درست ہو جائے۔“

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

- ☆ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
- ☆ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو
- ☆ ہر پوسٹ کے ساتھ
- ☆ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ☆ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریٹخ
- ☆ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ☆ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ☆ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

- ☆ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ☆ ہر ای بک آن لائن پڑھنے
- ☆ کی سہولت
- ☆ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
- ☆ سائزوں میں اپلوڈنگ
- ☆ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ☆ عمران سیریز از مظہر کلیم اور
- ☆ ابن صفی کی مکمل ریٹخ
- ☆ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے
- ☆ کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

[illegible][illegible][illegible]

طرف مائل ہو گئی۔ وہ چالیس برس کا تھا مگر اسے عمر رسیدہ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ وہ قد اور پاؤں بلڈر دکھائی دیتا تھا۔ کاہنہ اسے حاصل کرنے کے لیے چل گئی۔ خیال خوانی کے ذریعے شہباز کے والدین اور اعظم ہمدانی کو اس بات پر مائل کرنے لگی کہ وہ دو چار دنوں میں ہی اسے ذلہن بنا کر اعظم کے حوالے کر دیں۔

اس خیال خوانی کے نتیجے میں سب ہی کے دماغوں میں وہی ایک بات پکٹنے لگی تو سب نے مان لیا مگر اتنی جلدی و شخصی تمن نہیں تھی۔ دور دراز کے رشتے داروں کو مدعو کرنا ضروری تھا۔ اس لیے دس دنوں کے بعد وخصتی کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔

☆☆☆

میں ایئر پورٹ میں تھا۔ بیس سے اڑیا کے شہر دہلی جا رہا تھا۔ وہاں ایک بک اسٹال پر کھڑا کوئی اچھا سا میگزین ڈھونڈ رہا تھا۔ دہلی میں ایلا اور پارس تھے۔ وہاں ان کے قریب رہ کر کچھ وقت گزارنے کا ارادہ تھا۔ میری اپنی منزل کاہنہ تھی۔ مجھے خود اس منزل تک نہیں پہنچنا تھا اور میں راستہ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس حینہ کو پسند نہ کرنے کے باوجود یہ انتظار تھا کہ تقدیر مجھے کس طرح اس کے قریب پہنچائے گی؟ بک اسٹال کے اندر ایک آئینہ لگا ہوا تھا۔ میں نے یونی نظر میں اٹھا کر دیکھا تو یوں لگا وہ مجھے دیکھ رہی ہے۔ میں نے میگزین سے نظریں اٹھا کر دوسری بار آئینے میں دیکھا۔ آٹھ توں اور مردوں کے جھوم میں ایک حینہ گھڑی مجھے تک رہی تھی۔ میں نے نظریں جھکا کر میگزین کو دیکھتے ہوئے سوچا۔ ”یہ کون ہے؟ کیا ارادہ دنا دیکھ رہی ہے یا بے خیالی میں تک رہی ہے؟“

میں نے سر اٹھا کر پھر آئینے میں دیکھا۔ وہ پلٹ کر جا رہی تھی۔ میں فوراً ہی ادھر گھوم گیا۔ وہ پلٹ کر جانے والی بجائے مڑ گئی۔ میری تھلائی نظریں ادھر ادھر دوڑ نک دیکھ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا تقدیر کاہنہ سے آنکھ پھولی کھلا رہی ہے۔

انسانی نفسیات کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا تھا کہ جناب علی اسد اللہ حمزہ بی سے اجازت لے کے بعد وہ میری سوچ کا مرکز بن گئی تھی۔ کسی کی پرچھائیں بھی کاہنہ کی پرچھائیں تھیں تھیں۔ اب خواہ وہ ہی میری نظر میں اسے ڈھونڈنے لگی تھیں۔ میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ ختم زدن میں غائب ہونے والی وہ لڑکی کاہنہ ہی ہوسکتی ہے۔

میں نہیں جانتا تھا کہ کاہنہ کھنٹھ میں ہے۔ وہ جو کوئی بھی

تھی۔ ایک گھٹ شاپ کے پیچھے چھپی ہوئی مجھے دیکھ رہی تھی یہ معلوم کر کے خوش ہو رہی تھی کہ میری نگاہیں اسے تلاش کر رہی ہیں۔ وہ تو خوش ہو رہی تھی مگر میں اپنے آپ کو کوس لگا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں کسی کو بھی کاہنہ کیوں سمجھ لگا ہوں؟

میں نے مان لیا کہ وہ حقیقت نہیں تھی۔ میرا خیال تھی۔ صرف آئینے میں نظر آئی۔ اگر حقیقت ہوتی تو آئینے کے ام بھی دکھائی دیتی۔ میں نے اسے ذہن سے جھٹک دیا۔ ایک میگزین خرید کر اپنا سفری بیک اٹھا کر پورڈنگ کارڈ لینے کی غرض سے جانے لگا پھر ایسے ہی وقت ٹھک گیا۔

وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر تھی۔ بڑے ہی بازو اندازے چلتی ہوئی لیڈرینز واش روم کی طرف جا رہی تھی۔ اس نے دروازے پر پہنچ کر ایک ڈرارک کر سر کھماتے ہوئے مجھے دیکھا پھر اندر چلی گئی۔ دروازے کو بند کر لیا۔ میں واش روم کی دیوار سے ٹک لگا کر میگزین کی ورق گردانی کرنے لگا۔ اس کی وہیسی کا انتظار تھا۔ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے؟ کیوں اپنی اداؤں سے مجھے اپنی طرف متوجہ کر رہی ہے؟ وہ بہت خوش تھی۔ واش روم میں آ کر اس نے اپنے پرس میں سے موبائل فون نکالا پھر نمبر شیج کرنے لگی۔ تقریباً ماہ پہلے وہ اگولا گئی تھی۔ وہاں اس نے مندر میں جا کر کاہنہ دیوی کے درشن کیے تھے۔ وہ اپنی آمدنی کے ذرائع پیدا کرنا چاہتی تھی۔ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس کی زندگی میں کوئی لائف پارٹنر کب آئے گا؟

کاہنہ نے کہا تھا۔ ”تُو بہت اچھی ہے۔ بہت خوبصورت ہے۔ میں جب بھی بلایا کروں۔ میرے پاس آ جایا کرہ تیرے دن پھر جائیں گے۔“

وہ خوش ہو کر بولی۔ ”یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ مجھے پسند کرتی ہیں اور مجھ سے بار بار ملنا چاہتی ہیں۔ کیا آج میرے دن پھر جائیں گے؟“

کاہنہ نے کہا۔ ”مجھ سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ نام سندھیا ہے۔ تُو ماڈلنگ کرتی ہے۔ میں پیش گوئی کر رہی ہوں ایک ہفتے کے اندر تجھے ماڈلنگ کے سلسلے میں لاکھوں ڈالر کی آفر ملے گی۔“

وہ اس کے قدموں کو چھو کر بولی۔ ”دیوی ماں کی ہو۔ میں بار بار آپ کے قدموں کو چھونے یہاں آیا کروں گی۔ پلیز، میرے لائف پارٹنر کے بارے میں مجھ سے باتیں؟“

”اب سے تقریباً دو ماہ بعد وہ تیری زندگی میں آئے گا۔“

دیکھ رہی تھیں۔ احمد علی جیسے ہونے والی کی تھوڑی سی دہائی تھی۔

یہاں میرا ہفت روزہ پڑھنے لگا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے سوچا کہ یہ کیسی بھاری بھرپور کتاب ہے۔

”میں نے یہ سب سیکھ لیا ہے۔ اب میرا کام ہے کہ میں اسے دیکھ سکوں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

”ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔“

1

کروں۔ ویسے جو ہونے والا ہوتا ہے وہ ہر حال میں سامنے آئی جاتا ہے۔“

میں سوچنے لگا کہ شہناز بانو عرف کاہنہ کا نکاح کسی سے بڑھا دیا گیا ہے؟ میں ابھی اس کا نام نہیں جانتا تھا۔ آج سے ٹھیک پانچ دنوں کے بعد اس کی رخصتی ہونے والی تھی۔ وہ اپنے شوہر کے گھر جا کر اس کے ساتھ سہاگ رات منانے والی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے کہہ دیا تھا کہ وہ میری زوجیت میں آئے گی۔ ان پانچ دنوں میں پتا نہیں کیا سے کیا ہونے والا تھا؟ ابھی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

ویسے میں تقدیر کے دلچسپ تماثے دیکھ رہا تھا کہ کس طرح سندھیا کے ذریعے کاہنہ کا موجودہ نام اور پتا معلوم ہو گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اگلے پانچ دنوں میں کیا کرنے جا رہی ہے؟

میں نے سوچا۔ مجھے بھی اپنے طور پر کچھ کرنا چاہیے۔ دراصل یہ تجسس پیدا ہو گیا تھا کہ جو میری شریک حیات بننے والی ہے۔ اسے دیکھنا چاہیے اور ہونے کو تقدیر کے مطابق راستہ بدل کر اس کا رخ اپنی طرف پھیرنا چاہیے۔

میں نے انوشے سے کہا۔ ”میں کل لکھنؤ جانا چاہتا ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟“

وہ بولی۔ ”آپ ضرور جائیں گے مگر کل نہیں... شاید تین دنوں کے بعد...“

میں نے اسے ایک بازو کے حصار میں لے کر اس کی پیشانی کو چوم کر کہا۔ ”تمہاری ہر بات میرے تحفظ اور سلامتی کے لیے ہوتی ہے۔ میں تم پر جتنا بھی غر کر دوں کم ہے۔“

میں شام کو پارس کے ساتھ جامع مسجد کی طرف گیا۔ ارادہ تھا کہ وہیں افطاری کے بعد مغرب کی نماز ادا کی جائے گی۔ امریکا اور یورپ وغیرہ سے نکل کر اسلامی ملکوں کی مسجدوں میں یا انڈیا کے دہلی اور لکھنؤ کی مسجدوں میں نمازیں ادا کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہاں روزے رکھنے اور نمازیں ادا کرنے والے مسلمانوں کی کثیر تعداد دیکھ کر اپنے جذبہ ایمانی کو بہت زیادہ تقویت اور تازگی ملتی ہے۔

مسجد کے وسیع و عریض صحن میں ہر روز سے دار اس قدر افطاری لے کر آتا ہے کہ ان کے کھانے کے بعد آدمی سے زیادہ افطاری بچ جاتی ہے جسے مسجد کے باہر غریبوں جتنا جوں اور فاتحہ کشوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ ماہ رمضان کے علاوہ ہر ماہ ہر روز ہر مسلمان کے گھر سے دو چار روٹیاں نکلتی رہیں تو محلے میں اور آس پاس کے علاقوں میں کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔

دنیا کے کئی ممالک سے آنے والے مسلمان سیاح اور انڈیا کے کئی شہروں سے آنے والے مسافر اس جامع مسجد میں ضرور آتے ہیں۔ میں اور پارس بھی دہلی کے باسی نہیں تھے۔ ہم فرانس کے شہر جیرس سے آئے تھے۔ وہاں یوں لگتا تھا جیسے دنیا بھر کے مسلمان ایک دینی مرکز پر اکڑتے ہوئے ہوں۔ وہ ایک دوسرے کو اپنے حالات بتاتے تھے اور دنیا بھر کی معلومات فراہم کرتے تھے۔ جب ہم افطار سے پہلے دسترخوان پر آکر بیٹھے تو اسی طرح ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ کون کس ملک سے اور کس شہر سے آیا ہے؟ ایسے ہی وقت ایک صحت مند شخص نے کہا۔ ”میں لکھنؤ سے آیا ہوں۔ میرا نام اعظم ہمدانی ہے۔“

لکھنؤ شہر سے مجھے دلچسپی تھی۔ وہاں میری اور میری ہونے والی ذہن کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ میں نے بڑے پیار سے اعظم ہمدانی کو دیکھا۔ وہاں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا۔ ”اعظم صاحب! آپ مجھے نہیں جانتے لیکن میں آپ کو جانتا ہوں۔ چھ ماہ قبل نواب امجد علی شاہ کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح بڑھایا گیا تھا۔ نکاح خوانی کی رسم اتنی دھوم دھام سے ادا کی گئی تھی کہ آج بھی وہاں کے لوگ اس تقریب کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔“

میں نواب امجد علی شاہ کا نام سننے ہی چونک گیا پھر ایک بار نظریں اٹھا کر اعظم ہمدانی کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے اس کے اندر پہنچ گیا۔

مختصر سی خیال خوانی نے بتایا کہ نواب امجد علی شاہ کی صاحبزادی شہناز بانو سے اس کا نکاح بڑھایا جا چکا ہے۔ عبد کے دوسرے دن شہناز بانو کی رخصتی ہوگی۔ اعظم ہمدانی شادی کے سلسلے میں ہی کچھ ضروری خرید و فروخت کے لیے دہلی آیا ہوا تھا۔

کیا خدا کی شان ہے؟ دنیا جہاں کے مسلمان عبادت کے لیے ایک مسجد میں آکر جمع ہوتے ہیں تو وہیں سے ان کی مگزی ہوتی تقدیریں بننے لگتی ہیں۔ ایک چادر گرنی کو شریک حیات بنانے کے بعد اعظم ہمدانی کی تقدیر بگڑنے والی تھی۔ اسی کا فرا سے میری تقدیر کچھ عجیب گل کھلانے والی تھی اور ہم دونوں مختلف راہوں سے گزرتے ہوئے مسجد کے اس صحن میں آکر مل رہے تھے۔

خدا عالم الغیب ہے۔ وہی جانتا ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے؟

نبیلی چیتھی کے فسوں کا رفرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

[illegible][illegible][illegible]

کامیابی کے لیے اس کا مقصد ہے کہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کی سہولت ملے۔

[illegible]

..... ۱۲

..... ۱۳

..... ۱۴

..... ۱۵

..... ۱۶

..... ۱۷

..... ۱۸

..... ۱۹

..... ۲۰

..... ۲۱

..... ۲۲

..... ۲۳

..... ۲۴

..... ۲۵

..... ۲۶

..... ۲۷

..... ۲۸

..... ۲۹

..... ۳۰

..... ۳۱

..... ۳۲

..... ۳۳

..... ۳۴

..... ۳۵

..... ۳۶

..... ۳۷

..... ۳۸

..... ۳۹

..... ۴۰

..... ۴۱

..... ۴۲

..... ۴۳

..... ۴۴

..... ۴۵

..... ۴۶

..... ۴۷

..... ۴۸

..... ۴۹

..... ۵۰

..... ۵۱

..... ۵۲

..... ۵۳

..... ۵۴

..... ۵۵

..... ۵۶

..... ۵۷

..... ۵۸

..... ۵۹

..... ۶۰

..... ۶۱

..... ۶۲

..... ۶۳

..... ۶۴

..... ۶۵

..... ۶۶

..... ۶۷

..... ۶۸

..... ۶۹

..... ۷۰

..... ۷۱

..... ۷۲

..... ۷۳

..... ۷۴

..... ۷۵

..... ۷۶

..... ۷۷

..... ۷۸

..... ۷۹

..... ۸۰

..... ۸۱

..... ۸۲

..... ۸۳

..... ۸۴

..... ۸۵

..... ۸۶

..... ۸۷

..... ۸۸

..... ۸۹

..... ۹۰

..... ۹۱

..... ۹۲

..... ۹۳

..... ۹۴

..... ۹۵

..... ۹۶

..... ۹۷

..... ۹۸

..... ۹۹

..... ۱۰۰

..... ۱۰۱

..... ۱۰۲

..... ۱۰۳

..... ۱۰۴

..... ۱۰۵

..... ۱۰۶

..... ۱۰۷

..... ۱۰۸

..... ۱۰۹

..... ۱۱۰

..... ۱۱۱

..... ۱۱۲

..... ۱۱۳

..... ۱۱۴

..... ۱۱۵

..... ۱۱۶

..... ۱۱۷

..... ۱۱۸

..... ۱۱۹

..... ۱۲۰

..... ۱۲۱

..... ۱۲۲

..... ۱۲۳

..... ۱۲۴

..... ۱۲۵

..... ۱۲۶

..... ۱۲۷

..... ۱۲۸

..... ۱۲۹

..... ۱۳۰

..... ۱۳۱

..... ۱۳۲

..... ۱۳۳

..... ۱۳۴

..... ۱۳۵

..... ۱۳۶

..... ۱۳۷

..... ۱۳۸

..... ۱۳۹

..... ۱۴۰

..... ۱۴۱

..... ۱۴۲

..... ۱۴۳

..... ۱۴۴

..... ۱۴۵

..... ۱۴۶

..... ۱۴۷

..... ۱۴۸

..... ۱۴۹

..... ۱۵۰

..... ۱۵۱

..... ۱۵۲

..... ۱۵۳

..... ۱۵۴

..... ۱۵۵

..... ۱۵۶

..... ۱۵۷

..... ۱۵۸

..... ۱۵۹

..... ۱۶۰

..... ۱۶۱

..... ۱۶۲

..... ۱۶۳

..... ۱۶۴

..... ۱۶۵

..... ۱۶۶

..... ۱۶۷

..... ۱۶۸

..... ۱۶۹

..... ۱۷۰

..... ۱۷۱

..... ۱۷۲

..... ۱۷۳

..... ۱۷۴

..... ۱۷۵

..... ۱۷۶

..... ۱۷۷

..... ۱۷۸

..... ۱۷۹

..... ۱۸۰

..... ۱۸۱

..... ۱۸۲

..... ۱۸۳

..... ۱۸۴

..... ۱۸۵

..... ۱۸۶

..... ۱۸۷

..... ۱۸۸

..... ۱۸۹

..... ۱۹۰

..... ۱۹۱

..... ۱۹۲

..... ۱۹۳

..... ۱۹۴

..... ۱۹۵

..... ۱۹۶

..... ۱۹۷

..... ۱۹۸

..... ۱۹۹

..... ۲۰۰

..... ۲۰۱

..... ۲۰۲

..... ۲۰۳

..... ۲۰۴

..... ۲۰۵

..... ۲۰۶

..... ۲۰۷

..... ۲۰۸

..... ۲۰۹

..... ۲۱۰

..... ۲۱۱

..... ۲۱۲

..... ۲۱۳

..... ۲۱۴

..... ۲۱۵

..... ۲۱۶

..... ۲۱۷

..... ۲۱۸

..... ۲۱۹

..... ۲۲۰

..... ۲۲۱

..... ۲۲۲

..... ۲۲۳

..... ۲۲۴

..... ۲۲۵

..... ۲۲۶

..... ۲۲۷

..... ۲۲۸

..... ۲۲۹

..... ۲۳۰

..... ۲۳۱

..... ۲۳۲

..... ۲۳۳

..... ۲۳۴

..... ۲۳۵

..... ۲۳۶

..... ۲۳۷

..... ۲۳۸

..... ۲۳۹

..... ۲۴۰

..... ۲۴۱

..... ۲۴۲

..... ۲۴۳

..... ۲۴۴

..... ۲۴۵

..... ۲۴۶

..... ۲۴۷

..... ۲۴۸

..... ۲۴۹

..... ۲۵۰

..... ۲۵۱

..... ۲۵۲

..... ۲۵۳

..... ۲۵۴

..... ۲۵۵

..... ۲۵۶

..... ۲۵۷

..... ۲۵۸

..... ۲۵۹

..... ۲۶۰

..... ۲۶۱

..... ۲۶۲

..... ۲۶۳

..... ۲۶۴

..... ۲۶۵

..... ۲۶۶

..... ۲۶۷

..... ۲۶۸

..... ۲۶۹

..... ۲۷۰

..... ۲۷۱

..... ۲۷۲

..... ۲۷۳

..... ۲۷۴

..... ۲۷۵

..... ۲۷۶

..... ۲۷۷

..... ۲۷۸

..... ۲۷۹

..... ۲۸۰

..... ۲۸۱

..... ۲۸۲

..... ۲۸۳

..... ۲۸۴

..... ۲۸۵

..... ۲۸۶

..... ۲۸۷

..... ۲۸۸

..... ۲۸۹

..... ۲۹۰

..... ۲۹۱

..... ۲۹۲

..... ۲۹۳

..... ۲۹۴

..... ۲۹۵

..... ۲۹۶

..... ۲۹۷

..... ۲۹۸

..... ۲۹۹

..... ۳۰۰

..... ۳۰۱

..... ۳۰۲

..... ۳۰۳

..... ۳۰۴

..... ۳۰۵

..... ۳۰۶

..... ۳۰۷

..... ۳۰۸

..... ۳۰۹

..... ۳۱۰

..... ۳۱۱

..... ۳۱۲

..... ۳۱۳

..... ۳۱۴

..... ۳۱۵

..... ۳۱۶

..... ۳۱۷

..... ۳۱۸

..... ۳۱۹

..... ۳۲۰

..... ۳۲۱

..... ۳۲۲

..... ۳۲۳

..... ۳۲۴

..... ۳۲۵

..... ۳۲۶

..... ۳۲۷

..... ۳۲۸

..... ۳۲۹

..... ۳۳۰

..... ۳۳۱

..... ۳۳۲

..... ۳۳۳

..... ۳۳۴

..... ۳۳۵

..... ۳۳۶

..... ۳۳۷

..... ۳۳۸

..... ۳۳۹

..... ۳۴

نقصان نہیں پہنچا سکے تھے۔ وہ فوجی بڑی آسانی سے انہیں ہلاک کر رہے تھے۔ یہ معلومات حاصل ہوتے ہی کاہنہ پر چند لمحوں کے لیے مسکتا طاری ہو گیا۔

ڈی کاہنہ کی سوچ بتا رہی تھی کہ فوجیوں نے تمام عقیدت مندوں کو مندر کی طرف آنے سے منع کر دیا ہے۔ جو عقیدت میں اندھے ہو کر ادھر آنا چاہتے ہیں۔ انہیں کوئی ماردی جاتی ہے۔ مندر کے پردہ جوتوں اور کاہنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وہ اپنی چند داسیوں کے ساتھ وہ خانے میں ہیں۔ اب تک کوئی فوجی اس خانے تک پہنچ نہیں پایا ہے۔

کاہنہ غصے سے تھلا گئی۔ اس نے فون کے ذریعے برائٹ موس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”میں نے تجھ سے اور تمام اکابرین سے کہا تھا، کوئی میرے مندر اور اس جنگل کی طرف رخ نہ کرے۔ ورنہ میں ایسی انتقامی کارروائی کروں گی کہ سب کے ہوش اڑ جائیں گے۔“
موس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”میں دیکھنا چاہتا ہوں، تو کس طرح ہمارے ہوش اڑاتی ہے؟“
”اچھی بات ہے۔ تو پھر دیکھ کہ میں کس طرح تجھے اپنے آگے جھکنے پر مجبور کرتی ہوں؟“

اب سے پہلے اس نے کئی اکابرین کے اندر جانے کی کوششیں کی تھیں۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ موس ان سب کے دماغوں کو لاک کرتا جا رہا ہے پھر بھی کچھ باقی رہ گئے تھے۔ وہ ان اکابرین کو اپنے زیر اثر لا کر اس متحدہ عظیم کو اکٹھا خاصا نقصان پہنچا سکتی تھی۔ جب چاہتی، برائٹ موس کے بیٹے ڈینی کے اندر پہنچ کر زلزلے پیدا کر سکتی تھی۔ اسے دماغی مرلیض بنا سکتی تھی۔

پہلے اس نے کتنے ہی اکابرین کے اندر پہنچنے کی کوشش کی پھر یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ سب ہی کے دماغ منقل ہو چکے تھے۔ یہ بعد میں معلوم ہوا تھا کہ تمام برائٹ موس نے ایسا نہیں کیا ہے۔ بلکہ امریکی ٹیلی ویژنی جانے والوں نے بھی اپنے اہم اکابرین کے دماغوں کو لاک کیا ہے۔

کاہنہ نے اس پہلو سے ناکام ہونے کے بعد سوچا۔ ”برائٹ موس خود کو بہت جالاک سمجھتا ہے۔ اس نے بڑے حفاظتی انتظامات کیے ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس کا اپنا بیٹا غیر محفوظ ہے۔“

ڈینی اس کا آلہ کار تھا۔ وہ اس کے ذریعے موس کے قدم متحدہ عظیم سے اکھاڑ سکتی تھی اور ایٹوم بار کے آگے اسے ذلیل کر سکتی تھی۔ وہ بڑے اعتماد سے خیال خروانی کی پرواز کرتے ہوئے اس کے اندر پہنچی۔ لیکن پہنچتے ہی اس نے

سانس روک لی اور وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ شدہ حیرانی سے سوچنے لگی۔ ”یہ کیا ہو گیا؟“

وہ سمجھ رہی تھی کہ برائٹ موس نے اس کی عدم موجودگی میں دوبارہ اپنے بیٹے پر توجہی عمل کیا ہوگا اور دوسرے لب و لہجہ کے ذریعے اس کے دماغ کو منقل کیا ہوگا۔ اسی لیے اب وہ اس کے اندر پہنچنے میں ناکام ہو رہی ہے۔ حقیقتاً ہم یہ چاہتے تھے کہ کاہنہ برائٹ موس کے مقابلے میں فی الحال کمزور پڑ جائے تاکہ دونوں کے درمیان اچھی خاصی جنگ شروع ہو جائے۔ وہ مسلمانوں کے خلاف محاذ بنانے اور انہیں نقصان پہنچانے سے پہلے ہی آپس میں لڑتے مرنے رہیں۔

جناب علی اسد اللہ حمزوی نے آئندہ جہادیت کی جی کدوہ ڈینی کے دماغ میں جا کر کاہنہ کو ناکام بنانے اور اس نے یہی کیا تھا۔ جب کاہنہ وہاں پہنچی تو آئندہ نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا تھا۔ جس کے باعث اس کی سوچ کی لہروں کو واپس جانا پڑا۔ اس کے بعد بھی اس نے دو تین بار وہاں پہنچنے کی کوشش کی اور ناکام ہوئی رہی تب اسے یقین ہو گیا کہ وہ ڈینی کو اپنا آلہ کار نہیں بنا سکے گی۔

وہ برائٹ موس اور اکابرین کے ہوش اڑانے والی تھی۔ اب اس کے ہوش اڑ رہے تھے۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اندر سے کھوکھلی ہو گئی ہے۔ تمام غیر معمولی صلاحیتیں، تمام مہر و علوم اس کے اندر سے نکل گئے اور وہ اب کسی کام کی نہیں رہی ہے۔

برائٹ موس اور متحدہ عظیم کو بلیک میل کرنے کے دو ہی راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر انہیں نقصان پہنچائی۔ دوسرا یہ کہ اس کے بیٹے ڈینی کو دماغی مرلیض بنا دی۔ اگرچہ دوسرا راستہ ہم نے بند کیا تھا۔ لیکن وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ بیٹا اے عظیم نے اپنے بیٹے کو تھوڑا دیا ہے۔

- میری پوتی انوشے مجھے اس کے حالات بتا رہی تھی۔ میں نے کہا۔ ”اگر میں کاہنہ کے دماغ میں جانا چاہوں گا تو وہ سانس روک لے گی۔ مجھے اپنے اندر نہیں آنے دے گی۔ تم اس کے اندر جاؤ اور یہ سوچ پیچہ اکرو کہ میں ایسے برے وقت میں اس کے کام آسکا ہوں۔“

انوشے نے اس کے اندر پہنچ کر یہی سوچ پیچہ اکی۔ وہ بہت مغرور تھی۔ نقصان اٹھا رہی تھی۔ یہ کہنا چاہیے کہ رسی جل رہی تھی مگر اس کے بل نہیں چارہ تھے۔ وہ مجھ سے کسی طرح کا بھی سمجھوتا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس نے جواباً سوچا۔ ”میں نے بڑی مشکلوں سے عظیم

[illegible][illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible][illegible]

ہوئے ہیں۔ اعلیٰ درجے کے لوگوں کی زندگی کا یہ سب سے بڑا
خزانہ ہے۔ ان کو حاصل ہونا چاہیے۔ ان کے لئے ان کو کھانا دیا جائے گا۔
ان کے لئے ان کو کھانا دیا جائے گا۔ ان کے لئے ان کو کھانا دیا جائے گا۔

[illegible]

میرے دوست احمد سے ملے کہ تمہاری والدہ کی طبیعت کچھ
 بد ہو رہی ہے۔ اس لئے تمہاری جگہ میرے پاس کوئی آدمی
 لے۔ لیکن وہ آدمی کچھ دنوں سے کسی بے گناہ اور کچھ کام سے
 راجد کرتا ہے۔ اس کو کھاتے دی ہے۔ احمد کوئی جھگڑا
 نے کی بات کہہ کر گیا۔

[illegible]

دوسرے دن میں انھیں ہوائی کی قیمت سے اپنے
 دوستوں کے ساتھ مل کر ایک اور سفر پر روانہ ہوا۔
 یہ سفر بھی خوش و خرم گزر گیا۔

ایک وقت کہ چاروں فی اہل شہر کو ہی تجھ سے مل کر
 ایک گے کا کھانا کھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ انے دھانسی
 ہے۔ چھ فی صبر و بردباری ایک نئی آگے کی شہر است
 دیکھو کہ وہ اپنے ایک منہ میں سے یہ دیکھو کہ ان کے
 کوئی گناہ نہ ہے اور وہ ان کے گناہوں کو دیکھو کہ
 ہم شام کی گئی تھی۔ یہ وہاں سے تھے اور ہاتھ کو

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

اسی دفتر لکھا: "آج صبح میری سوتیلی بہن نے
میرے بچے کو مارا۔ مجھے ہراسی رہی ہے۔"
"اسی کو میری سوتیلی بہن نے لکھا کہ میری
سوتیلی بہن نے مجھے اسے اپنی بہن کہہ کر اس
کے پاس بھیج دیا ہے کہ وہ میری سوتیلی بہن ہے۔"
اسی نے کہا: "یہ سوتیلی بہن ہے۔"
پھر لکھا: "یہ سوتیلی بہن ہے۔"

[illegible]

[illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible][illegible][illegible]

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

☆ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رٹریوم ایبل لنک
☆ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو
☆ ہر پوسٹ کے ساتھ
☆ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے
☆ ساتھ تبدیلی

☆ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریٹخ
☆ ہر کتاب کا الگ سیشن
☆ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
☆ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

☆ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
☆ ہر ای بک آن لائن پڑھنے

☆ کی سہولت
☆ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
☆ سائزوں میں اپلوڈنگ

☆ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
☆ عمران سیریز از مظہر کلیم اور

☆ ابن صفی کی مکمل ریٹخ
☆ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے
☆ کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب
ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

بارے میں معلوم ہوگا۔

”جب دنیا کو معلوم ہوگا تب دیکھا جائے گا۔ فی الحال ہمارے درمیان دوستی ہے۔ میں تو خود بدنام ہونا چاہتی ہوں نہ اس دوستی کو بدنام کرنا چاہتی ہوں۔“

”اچھی بات ہے۔ میں تجا آرہا ہوں۔“

ایٹورار اس دُوران بھی بیٹی اور بھی بیٹے کے اندر جا رہا تھا اور ان کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ جب وہ الوٹے سے بات کر رہا تھا تو وہ اپنے بیٹے کے اندر تھا۔ حیرانی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ جواباً اسے الوٹے کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ لیکن بیٹا ایسے بول رہا تھا جیسے دوسری طرف سے جواب مل رہا ہو اور وہ اس کے جواب میں بات کر رہا ہو۔ وہ حیرانی سے سوچنے لگا۔ ”کیا میرے بیٹے کا دماغ چل گیا ہے؟ یا وہ واقعی کسی کی آواز سن رہا ہے اور وہ آواز مجھے سنائی نہیں دے رہی ہے؟“

ادھر دامودر خوش ہو کر ماکڈارا اور پورس سے کہہ رہا تھا۔ ”وہ آ رہی ہے۔ ابھی آدھے گھنٹے میں ممبئی ایرپورٹ پہنچ جائے گی۔ میں اس کے بچے سے اس کی گاڑی لے کر جاؤں گا مگر تم دونوں میرے ساتھ نہیں آؤ گے۔“

وہ کھو کر بولی۔ ”ہم دونوں کیوں نہیں آئیں گے؟ میں تو اسے دیکھنے کے لیے بے چین ہوں کہ آخر وہ ہے کیا چیز...؟“

وہ بولا۔ ”ماڈارا! میں کہہ چکا ہوں وہ فی الحال کسی سے ملنا نہیں چاہتی اور نہ ہی اس کی مرضی کے خلاف اسے کسی سے ملنا چاہوں گا۔“

پورس نے کہا۔ ”ٹھیک ہے، اسے ہم سے نہ ملاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے۔ لیکن دور رہ کر اسے دیکھیں گے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کون ہے؟“

ماڈارا نے کہا۔ ”یہ نہ بھولو کہ ہم دشمنوں میں گھرے رہتے ہیں۔ تم کسی سے بھی دھوکا کھا سکتے ہو۔“

وہ بولا۔ ”میں کوئی نادان بچہ نہیں ہوں۔“

پورس نے کہا۔ ”جو خود کو نادان نہیں سمجھتے وہی زیادہ دھوکا کھاتے ہیں۔ بہتر ہے خود کو بہت زیادہ عقلمند نہ سمجھو۔ تم میرے سالے ہی نہیں بہترین دوست بھی ہو۔ میری ہر بات مانتے ہو لہذا چپ چاپ اس بچے سے گاڑی لے کر تمہارا ایرپورٹ جاؤ۔ ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔ دور سے اس لڑکی کو دیکھیں گے۔“

وہ الوٹے سے رہائش پٹے میں پہنچ گئے۔ دامودر نے کیرج سے اس کی کار لے لے ہوئے کہا۔ ”مجھے فوراً ایرپورٹ

چنا کہ وہ لڑکی کوئی عجیب و غریب ہے؟ اسے دامودر کا کھول کوسن لو۔ میں پہلی فرصت میں اس لڑکی سے ملنا چاہتی ہوں۔ کہاں ہے وہ...؟“

”ابھی تو میں نے کہا ہے وہ اپنے والدین سے ملنے دہلی گئی ہوئی ہے۔“

”اس خبر میں کہاں رہتی ہے؟“

”میں نے اس کے لیے ایک چھوٹا سا بہت ہی خوبصورت سا بنگلا خریدا ہے۔“

ماڈارا نے کہا۔ ”مائی گاڈ! تم نے ایک بار کہا تھا کہ اپنے اکاؤنٹ سے پانچ کروڑ روپے نکال کر رہے ہو اور اپنے لیے ایک اور بنگلا خریدا چاہتے ہو۔ کیا تم نے اتنا مہنگا بنگلا اس کے لیے خریدا ہے؟“

”میں نے اسی کے لیے خریدا تھا۔ لیکن اس نے اس بچے کو اپنے نام نہیں ہونے دیا ہے۔ ماڈارا! تم یہ نہ سوچو کہ وہ لالچی ہے اور میری دولت دیکھ کر مجھے ٹریپ کر رہی ہے۔“

”وہ جو بھی ہے، جیسی بھی ہے۔ اسے فوراً یہاں بلاؤ۔ میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔ ابھی اس کے بچے میں چلو۔ دیکھو تو سہی وہ کیا ہے؟“

اس نے پورس کو بچے کا پتا بتایا۔ وہ راستہ بدل کر ادھر جانے لگے۔ ماڈارا نے کہا۔ ”میں تم سے کہہ چکی ہوں، ابھی اس کے اندر جاؤ اور اسے ممبئی آنے کے لیے کہو۔“

وہ خیال خوانی کے ذریعے الوٹے کے اندر پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک جہاز میں سفر کر رہی تھی۔ اس نے حیرانی سے پوچھا۔ ”تم کہاں جا رہی ہو؟“

وہ مسکرا کر بولی۔ ”میں جا نہیں رہی ہوں۔ تمہارے پاس آ رہی ہوں۔“

وہ خوش ہو کر بولا۔ ”تم نے مجھے آنے کی اطلاع کیوں نہیں دی؟“

”میں ممبئی ایرپورٹ پہنچ کر تمہیں فون کے ذریعے اطلاع دینے والی تھی۔ ابھی آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچنے والی ہوں۔“

”اچھی بات ہے۔ میں ابھی تمہاری گاڑی لے کر آرہا ہوں۔“

الوٹے نے کہا۔ ”تمہیں اچھی طرح یاد ہے ناں میں نے تم سے کیا کہا تھا؟ تم تنہا آؤ گے۔ میں تمہاری بہن بہنوئی یا کسی اور دوست کا سامنا کرنا نہیں چاہتی۔ خواہ مخواہ ہمارے بارے میں اسکیڈل بنے گا۔“

وہ بولا۔ ”شاید! ایک دن تو ساری دنیا کو ہمارے

نہایت ہلکا۔ میں اس پتکے کو اس سے لٹکھڑکھا کر
 شہر کی گلیوں میں چھڑک کر دیا۔ اس کا بعد کہ انا۔۔۔

[illegible][illegible]

اسی لئے جسے اللہ ہر گھنٹہ کی بات کی توفیق دے گا۔
 چاہے اس کی عمر چھ ماہ کی ہو۔ اسے اللہ کی حمد و ثناء سے
 بہرہ ور کرے گا۔

اب اس بار اس کا نام رکھا گیا ہے حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ
 خاتون ہے۔ اس کی گزشتہ بیٹی کا نام رکھا گیا ہے۔ وہ
 ایک مسلمان (پیشہ) کی بیٹی ہے۔ اس کی والدہ صاحبہ اس کی
 پرورش کر رہی ہیں۔

[illegible]

انسانی دنیا نے کہا: مسکراؤ اگرمسکراؤ ہے۔ مسکرائیں اور دنیا مسکرائے گی۔
 آپ مسکرائیں، لیکن انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ مسکرائیں، تو مسرت ملے گی
 مسرت ملے گی۔

[illegible]

اس کے ساتھ کہ "تیرا ایک بھائی ہے، جس کی طرف سے تیرے والدین نے تیرے والدین کو کہا ہے۔"
 اس کے ساتھ کہ "تیرا ایک بھائی ہے، جس کی طرف سے تیرے والدین نے تیرے والدین کو کہا ہے۔"
 اس کے ساتھ کہ "تیرا ایک بھائی ہے، جس کی طرف سے تیرے والدین نے تیرے والدین کو کہا ہے۔"

[illegible]

انہوں نے یہ کہہ کر "سیدنا ابو جعفر محمد صالح بن علی" سے کہا کہ "میں نے تم سے کہا تھا کہ تم لوگ میری جگہ پر جاؤ۔" انہوں نے کہا کہ "میں نے تم سے کہا تھا کہ تم لوگ میری جگہ پر جاؤ۔" انہوں نے کہا کہ "میں نے تم سے کہا تھا کہ تم لوگ میری جگہ پر جاؤ۔"

2. اگر ان کے پاس کوئی دوسرا نسخہ ہے تو اسے بھی دیکھ لیں۔
3. اگر ان کے پاس کوئی دوسرا نسخہ ہے تو اسے بھی دیکھ لیں۔
4. اگر ان کے پاس کوئی دوسرا نسخہ ہے تو اسے بھی دیکھ لیں۔

[illegible][illegible]

اور یہ ہے کہ اگر کوئی شخص "میں نے تم سے کیا کیا" کہے
 تو اس کا جواب "میں نے تم سے کیا کیا" کہنا ہے۔
 یہی ہے کہ اگر کوئی شخص "میں نے تم سے کیا کیا" کہے
 تو اس کا جواب "میں نے تم سے کیا کیا" کہنا ہے۔
 یہی ہے کہ اگر کوئی شخص "میں نے تم سے کیا کیا" کہے
 تو اس کا جواب "میں نے تم سے کیا کیا" کہنا ہے۔

[illegible]

اس کے بعد کہ "میرا گھر گرا، میری جان بچ گئی۔"

وہ چمکے اور سر جھٹکے۔ "کیا کھانا ہے؟"
"نہیں، یہاں کوئی کھانا نہیں ہے۔ یہاں کچا کھانا ہی نہیں ملتا۔"
"یہاں کچا کھانا؟ یہاں کچا کھانا؟ یہاں کچا کھانا؟ یہاں کچا کھانا؟"
"یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔"
"یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔"
"یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔"
"یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔"
"یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔ یہاں کچا کھانا ہے۔"

[illegible][illegible]

”اے اللہ! میری ساری باتیں سن کر مجھے اپنی باتوں کی طرف متوجہ کر دے۔ میں نے اپنے آپ کو گمراہ کر لیا ہے۔“

اس لئے کہا۔ ”اے اے! آگے پیچھے ہی مظلوم اور بیکار ہے“
دسمبر 2007ء

[illegible][illegible][illegible][illegible]

گے۔“

وہ ناگوار سی ہوئی۔ ”تم نے اور ماڈرن نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ میں تمہاری محبت میں تڑپتا رہتا ہوں اور تم میری محبت کا یہ صلہ دے رہے ہو؟“

”اگر دل سے محبت کرتے ہو تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمہارے بچے بہت خوش ہیں اور بڑی سلامتی سے زندگی گزار رہے ہیں۔ تم اس دنیا میں بہت بڑی جنگ لڑنے آئے ہو۔ لیکن اس جنگ کے نتیجے میں کوئی دشمن ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکا۔ کیا یہ بات تمہارے لیے اطمینان کا باعث نہیں ہے؟“ وہ فائل ہو کر بولا۔ ”ہاں، اس پہلو سے مجھے مطمئن ہونا چاہیے۔ تم دونوں اگرچہ دشمنوں کے سائے میں ہو مگر محفوظ ہو اور آئندہ بھی تمہیں وہاں تحفظ حاصل ہوتا رہے گا۔“

وہ اپنی جگہ دائمی طور پر حاضر ہو گیا۔ کاہنہ اب تک خیال خوانی کے ذریعے ان باپ بیٹی اور بیٹے کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے فون کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔ ”ہیلو ایڈورار! کو نے میری پراسرار قوتوں کو دیکھا؟ جو کام برائنٹ موسس نہیں کر سکتا تھا، دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا عالم نہیں کر سکتا تھا، وہ میں نے کر دکھایا ہے۔ ایک باپ کو اس کے بچوں سے ملا دیا ہے۔“

”بے شک، ٹو نے مجھے متاثر کیا ہے۔ میں مانتا ہوں، ٹو پراسرار علوم کے معاملے میں برائنٹ موسس سے برتر ہے مگر میں بچوں سے مل کر اور زیادہ پریشان ہو گیا ہوں۔“

اس نے پوچھا۔ ”پریشانی کیا ہے؟“

”میں کہ ہم بابا صاحب کے ادارے کے خلاف محاذ آرائی کر رہے ہیں اور میرے دونوں بچے مسلمانوں کے زیر اثر آگئے ہیں۔ ان کا دین بھی قبول کر لیا ہے۔ وہ مسلمانوں کی سیاسی چالبازیوں کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔ دراصل انہوں نے میری بیٹی اور بیٹے کو برغمال بنا رکھا ہے۔ میں جب بھی بابا صاحب کے ادارے کو نقصان پہنچانا چاہوں گا، وہ میرے بچوں کو نقصان پہنچا کر مجھے بے دست و پا کر دیں گے۔“

کاہنہ نے فائل ہو کر کہا۔ ”ہاں، تیری رکشیں مسلمانوں کی چنگیوں میں ہیں۔ وہ جب چاہیں مسل سکتے ہیں۔“

وہ بولا۔ ”میں نے پہلے بھی تجھے دیوی ماں مان کر تیرے آگے سجدہ کیا ہے۔ تیری پوجا کرتا ہوں۔ اگر تو کسی طرح انہیں مسلمانوں کے شکنجے سے نکال لائے گی تو میں تیرے ساتھ مل کر یورپ اور امریکا کے اکابرین سے اتحاد قائم کروں گا اور اس متحدہ تنظیم سے برائنٹ موسس کو نکال

کوئی بحث کرنی چاہیے۔ تم ہم سے محبت کرتے ہو لہذا یہ دیکھ کر خوش ہونا چاہیے کہ ہم خیر خیریت سے ہیں اور سلامتی سے زندگی گزار رہے ہیں۔“

”بے شک، یہ دیکھ کر اطمینان حاصل ہو رہا ہے۔ لیکن یہ کیسے بھول جاؤں کہ تم دونوں دشمنوں کے سائے میں ہو؟“

”بابا! ایک سیدھی سی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ اگر ہم دشمنوں کے سائے میں ہوتے تو کیا اس طرح خیر خیریت سے ہوتے؟ تم آئندہ بھی دیکھتے رہو گے کہ ہم اسی طرح بٹتے ہوئے زندگی گزار رہے ہیں گے۔“

”تم ابھی بچی ہو۔ سیاسی چالوں کو سمجھ نہیں پاؤ گی لہذا میں بحث نہیں کروں گا۔ ابھی دامودر کے اندر جا رہا ہوں۔“

اس نے بیٹے کے اندر جا کر دیکھا تو وہ ایک مضبوط پرکھڑا نماز پڑھتا دیکھ رہا تھا۔ انوشے کی رہنمائی کے مطابق کبھی اٹھ رہا تھا، کبھی بیٹھ رہا تھا اور کبھی سجدے میں جا رہا تھا۔ اس کے خیالات سے پتا چل رہا تھا کہ انوشے اس کے فریب ہی نہیں ہے۔ اس سے بول رہی ہے۔ لیکن اس کی آواز ایڈورار کو سنائی نہیں دے رہی تھی۔

دامودر مضبوط پر بیٹھ کر بولا۔ ”ہیلو بابا! ابھی انوشے نے بتایا ہے، تم میرے اندر موجود ہو لہذا ابھی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔“

”یہ انوشے کون ہے؟“

”وہی جس کا نام شبانہ تھا۔ اس کا اصل نام انوشے ہے۔“

”مجھے اس کی آواز سنائی کیوں نہیں دے رہی ہے؟“

”میں شاید پہلے بھی جتا چکا ہوں کہ اس کی مرضی کے خلاف نہ کوئی اس کی آواز سن سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے دیکھ سکتا ہے۔“

”تم مسلمانوں کی طرح نماز کیوں پڑھ رہے ہو؟“

”اس لیے کہ میں دین اسلام قبول کر چکا ہوں۔ میرا نام دامودر نہیں دیا رہا ہے۔“

وہ فیسے سے دانت پیٹتے ہوئے بولا۔ ”اس کا مطلب ہے، تم اس سے محروم ہو چکے ہو۔ اس کے غلام بن چکے ہو؟“

”تمہاری سوچ کے مطابق غلام ہوں مگر اپنی سوچ کے مطابق روشن راہوں پر ایک نورانی لڑکی کا ہمسفر ہوں۔ مجھے جو آسودگی اور مسرتیں حاصل ہو رہی ہیں انہیں تم کبھی سمجھ نہیں پاؤ گے۔ ایک بات ذہن نشین کر لو، ابھی اس کے خلاف کچھ نہ بولنا۔ یولو گے تو میرے دماغ کے دروازے بند ہو جائیں

کھڑی رہی۔ جسے وہ دیکھ کر بھی چونکا کر اٹھ گیا۔ وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ یہ ایک عجیب سی بات ہے۔ اس نے کہا کہ اس نے اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ یہ ایک عجیب سی بات ہے۔ اس نے کہا کہ اس نے اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ یہ ایک عجیب سی بات ہے۔

[illegible]

وہی اہلِ حقانی کے اور یہی گمراہ سے ہوا۔ "خدا کا سرے
الحدیث۔"

فعلی کر لی جاتی ہے۔ اس لیے کہا ہے "اے مجھے دیکھو! وہاں؟"
 چاہیے کہ آواز ہی ہوا ہو۔ جس کو حال میں کہیں نہ ہو۔
 کہیں کہیں گاہے آواز نہ آئے۔ ہر جگہ پہلے سے پہلے آئے۔
 جس کو کہتے رہا ہو۔ کہ اس کی آواز نہ آئے۔
 میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کی آواز نہ آئے۔
 کہ اس کی آواز نہ آئے۔ کہ اس کی آواز نہ آئے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

- ☆ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
- ☆ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یوٹو
- ☆ ہر پوسٹ کے ساتھ
- ☆ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ☆ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریٹخ
- ☆ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ☆ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ☆ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

- ☆ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ☆ ہر ای بک آن لائن پڑھنے
- ☆ کی سہولت
- ☆ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
- ☆ سائزوں میں اپلوڈنگ
- ☆ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ☆ عمران سیریز از مظہر کلیم اور
- ☆ ابن صفی کی مکمل ریٹخ
- ☆ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسج کمانے
- ☆ کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب فورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

ہوتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے پھر میں نے دیکھا کہ عود و عطر کا دھواں جو ادھر ادھر منڈلا رہا تھا۔ وہ مل کھاتا ہوا ایک انسانی خاکے میں تبدیل ہونے لگا۔ کوئی عجیب سا دھواں دھواں سا انسان دکھائی دینے لگا۔

وہ عمل کرنے میں کامیاب ہو رہی تھی لہذا اور جوش و خروش سے منتر پڑھنے لگی پھر اس دھواں دھواں سے انسانی خاکے نے ہماری ہجرم آواز میں کہا۔ ”وہ ہے.... وہ تیرے پاس موجود ہے۔“

وہ منتر پڑھتے ہوئے بولی۔ ”اگر وہ موجود ہے تو مجھے دکھائی کیوں نہیں دیتا؟“

پھر وہی ہماری ہجرم آواز سنائی دی۔ ”وہ تہ بہ تہ ہے۔ ایک تصویر کے پیچھے دوسری تصویر چھپی ہوئی ہے۔ تو تصویر کا ایک رخ دیکھتی آرہی ہے.... دھوکا کھاتی آرہی ہے۔“

”وہ دھواں دھواں سے خاکے کو حیرانی سے ٹک رہی تھی۔ بے یقینی سے سن رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ”وہی ہو رہا ہے جو کتاب مقدر میں لکھا ہے۔ جو شخص تیرے مقدر میں لکھا ہوا ہے تو اسی کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار رہی ہے۔“

اس کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے پوچھا۔ ”کیا میرا شوہر فریاد علی تصور ہے؟“

اس کی کونجی ہوئی سی آواز نے کہا۔ ”وہ وہی ہے جو کتاب مقدر میں لکھا ہوا ہے۔“

اس کے ساتھ ہی وہ دھواں لہرانے لگا۔ انسانی خاکہ مٹنے لگا۔ وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ مجھے زیر اثر لانے کے لیے منتر پڑھتی ہوئی وہاں سے باہر نکل پھر نہ خانے کے اس حصے سے نکل کر دوسرے حصے میں آئی جہاں میں کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ایک زور کی لات مار کر دروازے کو کھولا۔ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے پورا یقین تھا کہ وہ اپنے منٹروں کے ذریعے شیر کو چو بانا دے گی۔

اس نے جیسے ہی فریب آ کر مجھ پر پھونک ماری میں نے اسے ایک زور کا طمانچہ رسید کیا۔ طمانچہ ایسا زبردست تھا کہ منہ دوسری طرف گھوم گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھا جھپٹا گیا۔ زندگی میں پہلی بار پہلا طمانچہ پڑا تھا۔ پہلی بار ایسا اندھا جھپٹا رہی تھی، جہاں کھٹے کھٹے بھجے جارہے تھے پھر وہ چکر اکر ایسے گری کہ اس کا سر میرے قدموں پر آ گیا۔ کچھ دیر چپا چپا خاک جہاں کا خیر تھا....

خوف پیدا کر رہا تھا۔ میزمری کے ایک ایک پامان پر چڑھتے ہوئے اس کے پاؤں لرز رہے تھے۔ نتیجہ صاف ظاہر تھا۔ میں نے گرجتی ہوئی آواز میں اس کے اندر کہا۔ ”میری آنکھوں میں دیکھ۔!“

اس نے سر اٹھا کر دیوتا کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ آنکھیں جیسے اسے گھور رہی تھیں۔ اس پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے پھر وہ نیچے گرتا ہوا تجلیں مارتا ہوا فرش پر پہنچ کر گر پڑنے لگا۔ دوسرے محافظ اسے اٹھا کر وہاں سے لے جانے لگے۔

کاہنہ کم صم کھڑی منہ کھولے اپنے دیوتا کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے آنکھوں سے نہیں منہ سے دیکھ رہی ہو۔ اب اسے یقین ہو رہا تھا کہ وہ تجرید دیوتا کی مرضی سے ہی اس کے سینے پر ابھری ہو ہے۔

وہ تجزی سے چلتی ہوئی دیوتا کے پیٹ کے پاس آئی تو ایک دروازہ کھل گیا۔ وہ اس کے اندر چلی گئی۔ وہاں سے میز حیاں اترتی ہوئی نہ خانے کے اس حصے میں پہنچی جہاں اس کا خلیہ چمیر تھا۔ اس نے وہاں پہنچ کر اپنے معمول کے مطابق عمل شروع کیا۔ وہ اپنے پراسرار علم کے ذریعے معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

اس نے مجھے ادھر آنے سے منع کیا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے؟ ایک اندازہ تھا کہ وہ تنہائی میں جا کر کوئی عمل پڑھ رہی ہوگی۔

میں نے نہ خانے کے دوسرے حصے میں جاتے ہوئے انوشے کو مخاطب کیا۔ ”بہی اکا ہند اس وقت اپنے خلیہ چمیر میں گئی ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ وہاں کیا کر رہی ہے؟“ اس نے کہا۔ ”آپ کسی کمرے میں جائیں۔ وہاں آرام سے بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں۔“

میں نے اپنی پوتی کی ہدایت پر عمل کیا۔ اس نہ خانے کے ایک کمرے میں آ کر آرام سے بیٹھ گیا۔ آنکھیں بند کر لیں پھر دوسرے ہی لمحے میں خیال خوانی کے ذریعے اس کے خلیہ چمیر میں پہنچ گیا۔

اس کمرے کی محدود فضا میں عود و عطر کا دھواں پھیل رہا تھا۔ فرش پر ایک لائبریری سی موم بتی روشن تھی اور وہ اس کے آگے کچھ مارتے بیٹھی ہوئی منٹروں کا چاب کر رہی تھی۔ میں اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ مسلسل پڑھتی جا رہی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا۔ وہ بڑا ہی تھکا دینے والا عمل تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہاں کچھ ہونے والا بھی ہے یا نہیں....؟ اسے یقین تھا کہ اس کے پڑھے ہوئے منتر نتیجہ خیز

ذیلی پینتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے